ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

نگران اعلیٰ
مولانا مفتی محمود

خیر مقدم

18/30

کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کے امیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور ناظم عمومی مولانا مفتی محمود نے مسلم وزراء خارجہ کی جدّہ کانفرنس کی اس تجویز کا خیر مقدم کیا ہے کہ اسرائیل کے خلاف جنگ میں عرب فدائین کی امداد اور عرب علاقوں خصوصا بیت المقدس کی بازیابی کے لیے غیر عرب ممالک سے بھی رضا کار بھرتی کیے جائیں گے۔

جمعیۃ کے رہنماؤں نے اسے ملت اسلامیہ میں جذبہ جہاد کی بیداری کے لیے ایک معقول تجویز قرار دیتے ہوتے فدائین کے سربراہ یاسر عرفات اور سربراہوں کو یقین دلایا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان اس مقدس مشن میں ان کے ساتھ بھرپور تعاون کرے گی اور جمعیۃ کے کارکن اس کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

احساسات

تیرا ہمسر[1] نظر نہیں آتا   تجھ سے بہتر نظر نہیں آتا
رہزنوں کا ہجُوم ہے ہر جا   کوئی رہبر نظر نہیں آتا
مے کدے ہیں قدم قدم پہ مگر   دامنِ تر نظر نہیں آتا
شب کی تاریکیاں مسلط ہیں   کوئی اختر نظر نہیں آتا
کون بے آسرا نہیں ہے ندیم   کون بے گھر نظر نہیں آتا
نامِ حیدرؓ تو اب بھی سنتا ہُوں   زورِ حیدرؓ نظر نہیں آتا
صنعتِ آذری تو ہے اب بھی   یُوں تو آذر نظر نہیں آتا
حکمرانوں کو دیس کے میرے   روزِ محشر نظر نہیں آتا
”جس کو غم تھا عوام کا پہلے“   اب وہ اکثر نظر نہیں آتا
کیوں بھٹکتے ہیں لوگ بارِ الٰہ   کیوں ترا در نظر نہیں آتا

قادرؔی تو ہی بے نوا تو نہیں
کون بے پر نظر نہیں آتا

اکرام القادری

---

[1] قائد جمعیة۔

[illegible] ریستوران ایرکنڈیشنڈ = جہلم

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۳۰

جمعۃ المبارک یکم اگست ۱۹۷۵ء ۲۱ رجب المرجب

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک

سالانہ	۳۸	روپے
ششماہی	۱۹	روپے
سہ ماہی	۹/۵۰	روپے

فی پرچہ:
۷۵ پیسے

[illegible] پریس میں چھپوا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ سے شائع کیا

اداریہ

اکرام القادری

جرات مندانہ اقدام

اب امریکی سامراج کے توسیع پسندانہ عزائم وارادے محتاج وضاحت نہیں رہے۔ اس وقت دنیا کا یہ سب سے بڑا سامراج ترقی پذیر ممالک کی راہ میں اپنے مکروہ افکار واعمال کے ذریعہ جس طرح سے روڑے اٹکا رہا ہے۔ وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ امریکہ کا مطمع نظر ہی اب یہ بن گیا ہے کہ حتی الوسع ترقی پسند چھوٹے ممالک کو نہ صرف پنپنے دیا جائے، بلکہ انہیں ذلیل ورسوا کرنے کے سلسلہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے۔ غضب بالائے غضب یہ کہ امریکہ اپنے حلیف ترقی پسند وترقی پذیر ممالک کو بھی نہیں بخشتا۔ دنیا کا کوئی چھوٹا بڑا ملک ایسا ہو گا جو امریکہ کے تیر نیم کش کا شکار نہ ہوا ہو۔

پچھلے دنوں امریکی ایوان بالا نے جس بھونڈے طریقے اور خودسرانہ انداز سے ترکی کو فوجی امداد دینے کا بل مسترد کیا وہ امریکہ کی مفاد پرستانہ اور چودھراہٹ پسندانہ بیمار ذہنیت کا غماض ہے۔

لیکن امریکہ کے اس چیلنج کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے ترکی نے جب ترکی بہ ترکی جواب کے ذریعے ترکی میں امریکی اڈوں پر قبضہ کر لینے کا اعلان کر دیا، تو پورے امریکہ میں شور مچ گیا کہ اس سے تو ہمارے مفادات پر ضرب کاری لگنے کا احتمال ہے۔ ترکی کے اس جائز جرات مندانہ اعلان کے بعد حالت یہ ہے کہ کہیں صدر فورڈ ترکی وزیر اعظم سے ٹیلیفون پر بات چیت کر رہے ہیں تو کہیں امریکی سینیٹر ایوان بالا سے سفارش کر رہے ہیں کہ وہ ترکی کی فوجی امداد بند کر دینے کے فیصلے پر نظر ثانی کرے۔ ہر طرف کھلبلی مچی ہوئی ہے۔

ان عقل کے اندھوں اور گٹھری کے پوروں کو اب احساس ہو رہا ہے کہ ترکی کے اس اقدام سے تقریباً چالیس فوجی اڈے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ اقتدار کے نشے میں بل مسترد کر دینے والے اب سوچ رہے ہیں کہ ان اڈوں پر ترکی قبضہ سے ترکی دنیا کی بہت بڑی ایٹمی طاقت بن جائے گا۔ قبرص کا مسئلہ بھی کبھی حل نہ ہو گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

امریکی سامراج اور اس کے حواری جو ترکی پر یورپ کا "مرد بیمار" ہونے کی پھبتی کستے رہتے تھے آج اسی "مرد بیمار" کے دنیا کی بہت بڑی طاقت بن جانے سے لرزاں وترساں ہیں۔ ترکی کو منہ کا نوالہ سمجھ کر ہڑپ کر جانے والوں کے ہوش اب پراں ہو رہے ہیں۔

اس وقت پوری دنیا مشاہدہ کر رہی ہے کہ ذلت ونکبت اور پسپائی ورسوائی امریکہ کا مقدر بن چکی ہے۔ ویت نام اور کمبوڈیا میں امریکہ کو منہ کی کھانی پڑی۔ عرب اسرائیل تنازع میں مکمل درگت کے بعد امریکہ کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور اب ترکی کے ہاتھوں رہا سہا وقار بھی خاک میں ملوا دیا۔

امریکہ کا اگر اب کسی چیز پر گذارہ ہے تو وہ خالی خولی گیدڑ بھبکیوں پر ہے جس کا حشر اسے عرب تیل کے چشموں کو آگ لگا دینے کی دھمکی سے تو معلوم ہوا ہی تھا، اب ترکی فوجی امداد بند کر دینے کے عاجلانہ، بلکہ طفلانہ فیصلہ کے بعد ترکی کے ردعمل سے مزید معلوم ہو گیا۔

اس کے بعد بھی اگر امریکہ اپنی اسی پرانی جوع الارض والی روش پر گامزن رہا تو وہ دن دور نہیں

مسند صدر پر وہ اپنے انجام کو پہونچ جائے۔ انجام کو پہونچ جانے کے بعد پشیمانی و پچھتاوے سے کچھ ہاتھ نہ آئے گا سوائے ہاتھ ملنے کے۔

آخر میں ہم ترکی کو اس کے جرأت مندانہ صائب فیصلہ پر دل سے مبارک باد دیتے ہیں۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ قومیں جب اس قسم کے حوصلہ مندانہ اقدام کرتی ہیں تو وہ تاریخ کے دھارے کا رخ موڑ دینے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ جب قوم نے بھی اس نوع کا تاریخ ساز اور مبارک و مسعود فیصلہ کیا وہ ترقی کے بام عروج پر پہونچ گئی۔ قوموں کے لیے اپنے غصب شدہ یا گم گشتہ حقوق کی بازیافت کے سلسلے میں ایسے فیصلے لابدی و ضروری ہیں۔

پھر وزارتوں کا چکر

اقتدار کے سنگھاسن پر جناب صادق حسین قریشی کے براجمان ہونے کے بعد سے مسلسل وزارتوں کے حصول کی دوڑ دھوپ ہو رہی ہے۔ نہ صرف پرانے وزراء با تمکین ہی وزارتوں کے اکھاڑے میں اترے ہوئے ہیں، بلکہ کچھ نئے چہرے بھی ڈنڈ بیٹھکیں لگانے میں مصروف ہیں۔ خدا جانے قرعۂ فال کس کس کے نام نکلتا ہے، کون منہ بسور کر رہ جاتا ہے اور کس کی باچھیں کھلتی ہیں؟

پہلی وزارت کے ہر طلب گار کے ورد زبان ہے کہ: ؎

اوروں کی طرف پھینکے ہیں گل اور ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

سیلاب اور بارش اگر ہم آغوش محبوبۂ وزارت ہونے میں حاجب و دربان کا کردار ادا کرتے تو [illegible] کا یہ مرحلہ کبھی کا طے ہو چکا ہوتا۔ اور وزارتوں کا یہ سرکش اونٹ کسی کروٹ بیٹھنے میں کامیاب ہو جاتا۔

جناب قریشی کا کہنا ہے کہ اس مرتبہ باصلاحیت، قابل اور اہل لوگوں کو کابینہ میں جگہ ملے گی۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "کوئی شخص کے بے خطا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا لیکن میں اپنی کابینہ کے ہر وزیر کے اعمال کا ذمہ دار ہوں گا۔ اور یہ کہ کر جان نہیں چھڑاؤں گا کہ فلاں وزیر اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے"۔

اس سے پہلے جو لوگ پنجاب کی وزارت علیا کے مناصب پر متمکن ہوتے رہے۔ انہوں نے بھی کچھ اسی قسم کے دعوے کیے تھے، لیکن جب ان بلند بانگ دعوؤں کو عمل کی کسوٹی پر پرکھا گیا تو نتیجہ صفر کے سوا کچھ نہ نکلا۔ وہ لوگ یکے بعد دیگرے اپنا وقت پورا کر کے سدھارتے رہے۔ اب قریشی صاحب محترم کی باری ہے۔ دعوے کرنے کا تو حق پہلے کسی سے نہیں چھینا گیا۔ آن محترم سے بھی نہیں چھینا جا سکتا۔ رہا ان دعوؤں کی تصدیق و تکذیب کا مسئلہ تو آنے والا وقت بتائے گا۔

سابقہ دعویداران مساوات و انصاف کے عمل کی میزان کو سامنے رکھ کر اگر کچھ کہا جا سکتا ہے تو وہ یہ ہے کہ

؏: اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت

ہماری خواہش ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے دعوؤں کو عملی جامہ پہنائیں، لیکن ہم محض باتوں سے خوش فہمی میں مبتلا نہیں جب تک وزیر اعلیٰ موصوف کچھ کر کے نہیں دکھاتے۔ ان کے دعوے معرض بحث اور محل نظر ہی رہیں گے۔

اگر انہیں اپنے مخلص ہونے پر اصرار ہے تو ہمارا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ صوبہ سے گھٹن اور

شہرۂ آفاق کتاب
"موت کا منظر" کے بعد
خواجہ محمدؐ اسلام کی نئی کتاب
"جنت کا منظر"
مطالعہ کیجئے
اِدارۂ اشاعتِ دینیات
انارکلی ○ لاہور ○ پاکستان

مشرق و مغرب کی سیاست

ڈاکٹر احمد حسین کمال

مشرقِ وسطیٰ میں حقیقی صورتِ حال کیا ہے

مشرقِ وسطیٰ کی صورت حال ایک بار پھر نہائیت پیچیدہ ہوتی جا رہی ہے اور اس کے ظاہری سکون میں جمود اور بے چینی کا عنصر غالب ہے۔ ایسے میں بین الاقوامی سامراج اور رجعت پسند حلقے یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ مشرقِ وسطیٰ کی اس صورتِ حال کی ذمہ دار دونوں بڑی طاقتیں یعنی روس اور امریکہ ہیں۔ اور یہ اسرائیلی اس کے لیے بڑھتی ہوئی امریکی اور یہودی سرمایہ داروں کی امداد پر سے عوام کی توجہ ہٹانے کے لیے یہ بات کہتے ہیں۔ اس غرض سے وہ مشرقِ وسطیٰ میں جمود اور بے چینی کی ذمہ داری ایک ساتھ روس اور امریکہ پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ مقصد اس سے یہ ہوتا ہے کہ صورتِ حال کو توڑ مروڑ کر اور مسخ کر کے پیش کیا جائے۔ یہ عناصر یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ "مشرقِ وسطیٰ میں امریکہ اور روس نے کوئی ملی بھگت کر لی ہے اور اب وہ دونوں اپنے اپنے طور سے اسرائیل کی مدد اور عربوں کی حوصلہ شکنی کر رہے ہیں"۔ یہ تاثر دے کر وہ عالم عرب اور خاص طور سے فلسطین حریت پسند عوام کو سوشلسٹ کیمپ سے دور کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ وہ امریکہ اور دوسرے سامراجی ملکوں کے خلاف اس گہری نفرت اور شبہ کو زائل کرنا چاہتے ہیں جو عرصے سے ان کے دلوں میں ہے۔

جو لوگ اسرائیل کے توسیع پسند صیہونی کردار سے واقف ہیں وہ باخبر ہیں کہ اسرائیل کے قیام سے اب تک امریکہ، برطانیہ، مغربی جرمنی، نسل پرست رہوڈیشیا اور جنوبی افریقہ اور چند دیگر مغربی ملک ہی اس کی اقتصادی، جنگی اور سفارتی امداد کرتے رہے ہیں۔ اسرائیل کی توسیع پسندی کے پیچھے امریکی ڈالر، اسلحہ اور نشریاتی اور طباعتی ادارے پیش پیش رہے ہیں۔ اسرائیل نے عربوں کے خلاف اب تک جتنی جنگیں لڑی ہیں وہ سب امریکی یا دوسری مغربی طاقتوں کے اسلحہ سے لڑی گئی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اسرائیلی توسیع پسندی اور جارحیت کی حمائت ان طاقتوں نے اقوامِ متحدہ تک میں کی ہے۔ یہ کوئی ایسی حقیقت نہیں ہے جس سے عرب بے خبر ہوں۔ عرب حکومتیں اور عوام عرصے تک سامراجی سازشوں، دباؤ اور چالوں میں گھرے رہے ہیں۔ عرصے تک سامراجی ملکوں نے ان کو ہر قسم کی قومی آزادی سے محروم رکھا ہے۔ ان کے تیل پر مغربی اجارہ دار کمپنیوں کا تسلط رہا ہے۔ عرب عوام کی حریت پسند قومی جدوجہد کے نتیجے میں جب سامراجی طاقتوں کے خلاف نفرت کا طوفان اٹھا تو عراق، شام، مصر، الجزائر اور یمن ایک ایک کر کے سامراجی کیمپ سے رشتہ توڑنے اور آزاد قومی پالیسیوں پر چلنے پر مجبور ہو گئے۔ کبھی عالم عرب میں مہدی سوڈانی نے جنم لیا۔ کبھی صدر ناصر نے اور کبھی قذافی اور یاسر عرفات نے۔ ان عرب عوام نے اپنی آنکھوں کے سامنے فلسطین کو جلتا اور اس کے عرب باشندوں کو گلی گلی، کوچہ کوچہ بے خانماں پھرتا دیکھا۔ انہوں نے یروشلم میں اسرائیلی فوجیوں کو بیت المقدس میں رقص کرتے دیکھا۔ انہوں نے قاہرہ، دمشق، بیروت، سوئز پر سامراجی طیاروں کی بمباری دیکھی۔ کیا یہ سب کچھ یہ دکھانے کے لیے کافی نہ تھا کہ عربوں کا دشمن کون ہے۔ اسرائیل یا اس کے پس پشت سامراج؟ جب عربوں نے اپنے اصل دشمن کو پہچان لیا تو ان کے لیے دوستوں کی تلاش مشکل نہ تھی۔

۵۶ء کے بعد کی عرب اسرائیل جنگوں اور اس سے قبل مصر میں صدر ناصر مرحوم کی عرب قوم پرست تحریک نے رفتہ رفتہ عربوں کو سامراجی کیمپ سے دور کر دیا۔ اسرائیل کے لیے بڑھتی ہوئی سامراجی جنگی امداد اور جارحیت، نہر سویز کا قومی ملکیت میں لیا جانا اور اسوان بند کی تعمیر وہ تاریخی مراحل تھے جنہوں نے عربوں کو باشعور اور بیدار کر دیا۔ مشرقِ وسطیٰ میں ایک ایک کر کے سامراج کے فوجی اور اقتصادی قلعے مسمار ہونے لگے۔ کئی عرب ملکوں سے بادشاہت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ الجزائر، یمن، عدن، تونس، سوڈان نے قومی آزادی حاصل کر لی۔ ان حقائق کا یہ نتیجہ نکلا کہ مشرقِ وسطیٰ میں واضح طور سے عرب اور اسرائیل جدوجہد کے دو نمایاں محاذ کھل گئے۔ اسرائیلی محاذ کو کھلم کھلا سامراج طاقتوں کی حمایت حاصل تھی۔ جو در اصل عالم عرب کے خلاف ایک طرح کا — (شرمناک گٹھ جوڑ) ہے۔ اس کے برعکس عرب ملک بڑھتی ہوئی قومی تحریکِ آزادی سے مجبور ہو کر اپنی سالمیت آزادی کی حفاظت اور قومی حقوق کے حصول کی خاطر سوشلسٹ کیمپ کی حمائت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ان کو گزشتہ عرب اسرائیل جنگوں کے دوران سوویت یونین اور دیگر سوشلسٹ ملکوں سے برابر اسلحہ ملتا رہا ہے۔ اسلحہ کے علاوہ ان ملکوں نے عربوں کے حقوق کی اخلاقی، سیاسی اور سفارتی امداد اور حمایت کی ہے۔ اقوام متحدہ میں

اور اس سے باہر سوشلسٹ ملکوں نے فلسطینی عوام کے لیے ایک آزاد مملکت کے قیام۔ عرب علاقوں سے اسرائیلی انخلاء اور عربوں کے اقتصادی حقوق کی کھل کر بار بار حمائیت کی ہے۔ نہر سویز اور تیل کے عرب وسائل پر عربوں کے قومی کنٹرول کی بھی حمائت کی گئی ہے۔

یہ اس پالیسی کا نتیجہ تھا کہ عربوں نے گزشتہ عرب اسرائیل جنگ (اکتوبر ۷۳ء) کے بعد جب اسرائیل نواز مغربی ملکوں کو تیل کی طاقت سے محروم کیا تو انہوں نے کسی سوشلسٹ ملک کے خلاف ایسا اقدام ضروری نہ سمجھا۔ یہی نہیں اس جنگ کے بعد اسرائیلی جارحیت کی مزید مذمت کی خاطر سوشلسٹ ملکوں اور سوویت یونین نے اسرائیل سے سفارتی تعلقات توڑ لیئے۔

سوشلسٹ ملکوں کا موجودہ مؤقف بھی بدستور یہی ہے کہ تمام عرب مقبوضہ علاقوں سے اسرائیل کا انخلاء ہو اور فلسطین کی آزاد مملکت قائم کی جائے۔ اس غرض سے سوویت یونین جینوا امن کانفرنس بلانے پر زور دیتا رہا ہے۔ سوشلسٹ طاقتوں کے اسی منصفانہ مؤقف کو تمام ترقی پسند عرب ملک اور لیڈر سراہتے ہیں۔ حال ہی میں سوویت وزیر اعظم مسٹر کوسیگن جب لیبیا کے دورہ پر گئے تو بھی انہوں نے عرب حقوق کی حمایت کا اعادہ کیا۔ اس سے قبل انہوں نے صدر قذافی اور وزیر اعظم عبدالسلام جالود سے ملاقات کی تھی اور کہا تھا کہ مشرقِ وسطیٰ کے بارے سوویت مؤقف غیر متغیر ہے یعنی یہ کہ مشرقِ وسطیٰ میں تمام ریاستوں کے خود مختار وجود اور فروغ کی ضمانت دی جائے۔" انہوں نے اس موقع پر یہ اعلان بھی کیا کہ سوویت یونین عرب ملکوں کو جو جارحیت کا شکار ہیں اور عرب دنیا کی سامراج دشمن تمام قوتوں کو ثابت قدمی کے ساتھ مسلسل مدد دیتا رہے گا۔ اور مشرقِ وسطیٰ میں پائیدار امن کے قیام میں سرگرم مدد دیتا رہے گا۔" انہوں نے عرب ملکوں کے اتحاد کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ یہ اس بے لوث اور صاف سوویت حمایت کا نتیجہ ہے کہ لیبیا کی پالیسی میں نمایاں تبدیلی آئی ہے۔

وہ سوویت اسلحہ حاصل کر رہا ہے۔ حال ہی میں لیبیا کے ایک اعلیٰ سطحی وفد نے اٹلی کا دورہ کیا جس میں اس نے اطالوی حکام سے کہا کہ ان کا ملک مشرقِ وسطیٰ کے تنازعے میں امریکی ثالثی کو قبول نہیں کرے گا۔ اس کا سبب اس نے یہ قرار دیا کہ امریکہ کو اسرائیل کا حامی تصور کیا جاتا ہے۔ اس صورت حال میں یہ باور کرانا مشکل ہے کہ امریکہ سوویت یونین میں کوئی ملی بھگت ہے اور وہ دونوں مشرق وسطیٰ میں عرب دشمن رول ادا کر رہے ہیں۔

اسرائیل کی قسمت کا فیصلہ

پانچ صد کروڑ پتی

یہودیوں کے ہاتھ میں ہے

سنہ ۱۹۷۳ء کی ناکام مہم کے بعد بہت سے اسرائیلیوں نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے کہ اسرائیل کو اپنی خارجہ اور داخلی پالیسیوں میں تبدیلی کر لینی چاہیے۔

اسرائیل میں بہت سے افراد نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ان کی حکومت کو عرب ممالک کے ساتھ جنگ کی حالت کو ختم کر دینا چاہیے، عرب مقبوضہ علاقوں سے فوجیں واپس بلا لینی چاہییں اور اپنے ہمسایوں سے بہتر تعلقات استوار کرنے چاہییں۔ اپنے عوام کے ان جذبات نے یقیناً اسرائیلی حکومت کو جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ چنانچہ اسرائیلی حکام فوراً اپنی پروپیگنڈہ مشینری کو حرکت میں لے آئے۔ اپنے عوام کے ذہنوں پر جنگ کا بھوت سوار کرنے کے لیے انہوں نے نت نئی افواہیں گھڑنی شروع کر دیں۔ اسرائیل کے لیڈروں نے اپنے ان بیانات میں اضافہ کر دیا کہ اگر انہوں نے گولان کے پہاڑی علاقوں اور سینائی کی اہم پوزیشنوں سے اپنی فوجیں واپس بلا لیں تو اسرائیل کا وجود صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا۔

اسرائیل کی اس پالیسی کو سب سے زیادہ عالمی صیہونی اداروں کی امداد و حمائیت حاصل ہے۔ یہ سارے ادارے عالمی صیہونی تنظیم کے زیر اثر ہیں اور دنیا کے ۷۰ سے زائد ممالک میں اس کی شاخیں قائم ہیں۔ یہ تنظیم اتنی با اثر ہے کہ پوری دنیا کے یہودیوں کو اپنے فیصلوں پر عملدرآمد کرانے کے لیے مجبور کر سکتی ہے۔ ان اسرائیلی باشندوں کو جو اپنی حکومت کی پالیسیوں سے نالاں ہیں اور جو عربوں سے دوستی کے خواہش مند ہیں اپنے ارادوں سے باز رکھنے کے لیے یہودیوں کی عالمی کانگریس کو بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔ جس کی دنیا کے ۸۰ سے زائد ممالک میں شاخیں قائم ہیں۔

مذکورہ صیہونی تنظیموں کا سرمایہ دار ممالک سے گہرا رابطہ قائم ہے۔ عربوں کے خلاف سارے فیصلے اور ساری کاروائیاں یہیں طے پاتی ہیں۔ ان ممالک سے اسرائیل کے لیے کروڑوں ڈالر کا چندہ جمع کیا جاتا ہے جو عربوں اور ان کے اتحادیوں کے خلاف پروپیگنڈے اور جاسوسی کی کاروائیوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

روزنامہ "یروشلم پوسٹ" کے کہنے کے مطابق ۱۹۶۷ء کے بعد دنیا بھر کے پانچ سو سے زائد یہودی سرمایہ دار یروشلم میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ سرمایہ دار اصل معنوں میں اسرائیل کی باگ ڈور سنبھالے ہوئے ہیں۔ اور یہی لوگ اسرائیل کی ساری پالیسیاں طے کرتے ہیں۔

یہ سرمایہ دار ۱۹۶۷ء میں یروشلم میں یہودی کروڑپتیوں کی ایک مالی کانفرنس میں شریک ہوئے تھے اور اس کے بعد انہوں نے متفقہ طور پر ایک خصوصی اسرائیلی کارپوریشن، اسرائیل کی کمزور مالی حالت کو مستحکم بنانے کے لیے قائم کی تھی۔ یہ سرمایہ دار اسرائیل کے مختلف منصوبوں کو سرمایہ فراہم کر رہے ہیں۔ اور اسرائیل حکومت نے تیس سال تک انہیں ہر قسم کے ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا ہے۔

اس کارپوریشن کو فرانس کا ایک کروڑ پتی یہودی سرمایہ دار بیرن چلا رہا ہے۔ اسرائیلی اخبارات میں اس کے نام کو بڑے احترام کے ساتھ استعمال کیا

جاتا ہے۔ فرانس کے اس سب سے بڑے سرمایہ دار کو یہودیوں کا بے تاج بادشاہ کہا جاتا ہے۔ اسرائیلی وزیراعظم اور سابقہ وزیرِ دفاع موشے دایان اس سے وقتاً فوقتاً مختلف امور پر مشورے لیتے رہتے ہیں۔

ان صیہونی سرمایہ داروں کا امریکہ سے بھی گہرا رابطہ قائم ہے۔ گزشتہ سال کے آخر میں امریکی افواج کے جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کے چیئرمین جارج براؤن نے ایک بار بڑا سنسنی خیز انکشاف کیا۔ انہوں نے بتایا کہ صیہونیوں کا ایک چھوٹا سا گروپ جو اسرائیل کی حمایت کرتا ہے، امریکہ کی سیاسی اور معاشی زندگی کی راہیں متعین کرتا ہے۔ جارج براؤن کے اس بیان نے امریکہ میں کھلبلی مچادی چنانچہ اسے مجبور کیا گیا کہ وہ اپنے الفاظ واپس لے۔

اس کے بیان کی نہ صرف صیہونی اداروں نے مذمّت کی، بلکہ امریکی اخبارات میں بھی اس کے خلاف خاصی لے دے ہوئی۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ صیہونی سیاستدان کس طرح سے اخبارات ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو اپنے مفاد میں استعمال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر صرف امریکہ میں ۸۰ اسّی فیصد مقامی اور بین الاقوامی اطلاعات کی ایجنسیاں صیہونیوں کے قبضے میں ہیں۔

یہودی ۱۰۳۶، اخبارات ورسائل شائع کراتے ہیں جو دنیا بھر میں تقسیم ہوتے ہیں۔ انہیں اخبار و رسائل کی طاقت کے بل بوتے پر صیہونی نہ صرف عالمی رائے عامہ کو ورغلاتے ہیں بلکہ وہ اس کے ذریعے ہتھیار اور نجی بینکوں سے بھاری قرضے حاصل کرتے ہیں۔

مصر کے اخبار "الاہرام" نے انکشاف کیا ہے کہ آئندہ تین برسوں کے دوران اسرائیل اپنے اتحادی ممالک سے تین ہزار ملین ڈالر کے قرضہ جات حاصل کرے گا۔ کئی دوسرے اخبارات نے ان قرضوں کی رقم سات ہزار پانچ سو ملین سترہ ہزار ملین ڈالر بتائی ہے۔

گزشتہ چندماہ کے دوران اسرائیل کے کئی اعلیٰ حکام جن میں وزیرِ اعظم سے لے کر وزیرِ خزانہ تک شامل ہیں کئی بار مغربی یورپ اور جنوبی افریقہ کے دورے کر چکے ہیں تاکہ اسرائیل کے بڑھتے ہوئے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے قرضے حاصل کئے جاسکیں۔ یہ اخراجات قابل ذکر ہیں۔

ایک اطالوی ہفتہ وار رسالے "رینیاس ستینا" کی رپورٹ کے مطابق اکتوبر ۱۹۷۳ء کی عرب اسرائیل جنگ میں اسرائیل کو سات ہزار دو سو ملین ڈالر کے اخراجات برداشت کرنا پڑے جب کہ نہر سویز کے مشرقی کنارے پر "بارلیو" لائن کی تعمیر پر دو سو ملین ڈالر کے اخراجات آئے۔

صیہونی ادارے عربوں اور ان کے ساتھیوں کے خلاف پروپیگنڈے پر بھی کثیر رقم خرچ کر رہے ہیں۔ یہ صیہونی ادارے عربوں سے تعلقات استوار کرنے اور بین الاقوامی کشیدگی دور کرنے کی راہ میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ ان کی ان کوششوں کو ایسے رجعت پسند اور سامراجی ممالک کی حمائت حاصل ہے جو اس علاقے میں امن کے قیام کو اپنے مفادات کے خلاف سمجھتے ہیں۔

ان میں وہ تمام ممالک شامل ہیں جو فوجی سازوسامان تیار کرتے ہیں۔ اور جن کی ساری معیشت اس سازوسامان کی فروخت پر منحصر ہے فوجی سازوسامان تیار کرنے والے کارخانوں کے مالکان کا مفاد اسی میں ہے کہ وہ اپنی حکومتوں کو سوشلسٹ ممالک سے تجارتی معاہدے کرنے سے باز رکھیں۔ مثال کے طور پر امریکی سینیٹر ہنری جیکسن جو فوجی سازوسامان تیار کرنے والے کارخانوں سے وابستہ ہے۔ اس نے صیہونی اداروں کی ملی بھگت سے اپنی حکومت کو اب تک سوشلسٹ ممالک سے تجارتی معاہدے کرنے سے باز رکھا ہوا ہے۔

امریکی اخبارات کی اطلاعات کے مطابق امریکی سینیٹ کے اجلاس میں امریکی مفادات کو پسِ پشت ڈال دیا گیا اور یہودیوں کو خوش کرنے کے اقدامات تجویز کئے گئے۔ اس سلسلے میں ۳۶۴ اراکین نے (جس میں ۲۹۱ ڈیموکریٹس اور ۱۴۴ ری پبلیکن شامل ہیں) ایک بل کی منظوری دی ہے جس میں اسرائیل کو ۲۲۰۰ ملین ڈالر کی فوجی امداد دینے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ اس بل کی منظوری کے بعد تل ابیب کی ایک معاہدے پر دستخط ہوئے جس کے بعد اسرائیل کو ۴۸ جدید ترین امریکی بمبار طیارے فراہم کئے جائیں گے۔

امریکہ میں صیہونی اداروں اور بعض اعلیٰ امریکی حکام کی امداد و حمائت سے اسرائیل عربوں پر ایک اور حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ وہ فلسطین کے عربوں کے منصفانہ حقوق کو تسلیم نہیں کرتے جس کے بغیر اس خطے میں امن کا قیام ناممکن ہے۔"

جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائل پور کا عظیم الشان یک رُوزہ

کنونشن
شہر لائل پور

بمقام
جامع مسجد انوری سنت پورہ

بتاریخ:
۲۴ رجب ۱۳۹۵ھ مطابق
۳ اگست ۱۹۷۵ء
بروز اتوار۔

اسمائے گرامی علماکرام:
مولانا قاری عبدالسمیع صاحب نائب امیر جمعیۃ پنجاب
مولانا نیاز احمد شاہ صاحب گیلانی ناظم عمومی جمعیۃ پنجاب
مولانا محمد رمضان صاحب۔ ناظم جمعیۃ ″
مولانا قاری نورالحق صاحب جنرل سیکرٹری بار ایسوسی ایشن ملتان
مولانا محمد عمر صاحب لدھیانوی امیر جمعیۃ ضلع لائل پور
مولانا محمد اختر صاحب صدیقی ناظم عمومی: ″
جناب خواجہ محمد اکرم بٹ امیر جمعیۃ شہر لائل پور

پہلا اجلاس: صبح ۹ بجے دوسرا اجلاسِ عام بعد نمازِ عشاء

من جانب: جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائل پور

تحریر: اسعد رحمانی

قومیت کا مسئلہ اور حضرت مدنیؒ

فکر و نظر کی بے وقت راگنی

اڑتیس سال پہلے کا واقعہ ہے حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رح قدس اللہ سرہٗ نے دہلی میں ایک تقریر کے دوران انگریز راج کے خلاف متحدہ اور منظم جدوجہد کے لیے ہندوستان بھر کی اقوام سے اپیل کی ہے اور فرمایا کہ انگریز کی چال یہ ہے کہ وہ کسی خطہ کے مختلف العقیدہ مختلف الفکر اور کبھی ہم عقیدہ وہم مسلک لوگوں کو بھی آپس میں لڑا کر پھر ثالث کا کردار ادا کرنے کے لیے اپنی ضرورت جتلاتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ ہم لوگ اس کی چال کو ناکام بنا کر اس کو اجتماعی جدوجہد سے نکال باہر کریں، اور ملک کے مستقبل کے متعلق اپنے محور پر سوچیں اور خود فیصلہ کریں۔

حضرت شیخ مدنی رح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ تقریر اخبارات میں شائع ہوئی تو اس کا انداز بالکل مختلف تھا۔ جو اخبارات جمعیۃ علماء ہند کے خلاف سیاسی نقطۂ نظر رکھتے تھے۔ انھوں نے رپورٹنگ میں "کمال دیانت" کا مظاہرہ کرتے ہوئے کچھ اس قسم کی باتیں لکھ ڈالیں جو حضرت شیخ نے قطعاً نہ فرمائی تھیں اور نہ ہی قرآن و سنت کے اسرار و رموز کے ایک زبردست عالم اور بحر علم وسیاست کے ایک عظیم شناور کی حیثیت سے وہ فرما سکتے تھے۔

یار لوگوں نے رپورٹنگ کے ذریعے یہ باور کرایا کہ حضرت مدنی ملت اسلامیہ کے سلسلہ میں "عقیدۂ ایمان" کی زبردست بنیاد کے گویا منکر ہیں اور محض ہند قومیت ان کا مطمع نظر تھا۔

یہ رپورٹ اخبارات میں آئی تو ہندو کے خوف سے کانپنے والے "موحد مسلمان" تڑپ اٹھے اور انھوں نے حضرت کے خلاف ایک محاذ قائم کر دیا۔ مرحوم علامہ اقبال ان دنوں شدید علیل تھے اور بدقسمتی سے ان کے یہاں حاضر ہونے والوں میں ایسے لوگوں کی کمی نہ تھی جو اسلامی علوم سے قطعاً نابلد و ناواقف ہونے کے ساتھ ہی سیاسی محور پر حبِ علیؓ سے بڑھ کر بغضِ معاویہؓ کے اصول پر کاربند تھے۔ انھوں نے اقبال مرحوم کو الٹی سیدھی باتیں بتلائیں جن سے وہ متاثر ہوئے اور انھوں نے عالم اسلام کے اس عظیم سکالر اور ملتِ اسلامیہ کے لیے مالٹا و نینی تال جیل میں زندگی کا ایک حصہ گذارنے والے مجاہد کے خلاف تین اشعار لکھ ڈالے جو انتہائی افسوس ناک تھے۔ یہ اشعار اخبارات میں شائع ہوئے۔ تو شیخ مدنی رح کے عقیدت مندوں کے جذبات برانگیختہ ہو گئے۔ اس پر قلمی جنگ لازمی تھی۔ لیکن اس قلمی جنگ میں اقبال رح اپنی بیماری کے سبب اور شیخ مدنی رح اپنے عدیم المثال حوصلہ اور صبر و تحمل کے سبب شریک نہ تھے۔

تاہم ایسے لوگ بھی تھے جو دونوں حضرات کے درمیان رابطہ کا فرض سرانجام دے رہے تھے اور غلط فہمیاں دور کرنا چاہتے تھے۔ ان لوگوں میں علامہ طالوت مرحوم کا نام سرفہرست ہے۔ مرحوم کی کاوش سے مسئلہ صاف ہوگیا۔ اور اقبال نے ایک خط بنام احسان اخبار لکھا جس میں شیخ مدنی رح سے ایک گونہ نیازمندی کے ساتھ ساتھ اس کا بھی اظہار کیا کہ جب انھوں نے اپنا موقف واضح کر دیا ہے تو مجھے ان پر اعتراض کا حق حاصل نہیں۔

اس خط کے چند دن بعد مرحوم دنیا سے رخصت ہوگئے۔

اس کے بعد ورثائے اقبال رح کا یہ فرض تھا کہ اولاً تو وہ ان اشعار کو شائع نہ کرتے جیساکہ ان کے بعض دوسرے اشعار کو بھی شائع نہیں کیا گیا۔ جن کے متعلق یہ ثابت ہوگیا کہ ان سے انھوں نے رجوع کر لیا تھا، لیکن اگر ان اشعار کا شائع کرنا ضروری ہی تھا تو کم از کم تشریحی نوٹ لازمی تھا جس سے غلط فہمی پیدا نہ ہوتی، لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دونوں صورتوں میں سے ایک صورت پر بھی عمل نہ ہوا۔ جس سے یہ شبہ لازم آتا ہے کہ اقبال رح کے فکر و عمل کے علمبردار جو ان کی ذات کی بنیاد پر جلبِ منفعت میں مصروف ہیں وہ بددیانتی کا بھی شکار رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ چالیس برس گذر جانے کے بعد بھی ان اشعار کو چھپا چھپا کر دنیا کے سامنے تحریر و تقریر کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں آزادی سے قبل جی۔ ایچ کیو دہلی کے ایک سرکاری ملازم اور مسٹر غلام احمد پرویز جو خیر سے آج کل پاکستان کی وسیع الظرف دنیا

دنیا میں «مفکرِ اسلام» کا روپ دھارے بیٹھے ہیں پیش پیش ہیں۔ موصوف کے عقائد و نظریات ڈھکے چھپے نہیں۔ وہ ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں انتہائی گستاخانہ نظریہ رکھتے ہیں۔ ایسے میں کسی غلامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان کے قلم و زبان سے کلمہ خیر نکلے ناممکن ہے۔

حیرت یہ ہے کہ جو اقبال ذات رسالتِ مآبؐ کی طرف بلاتا ہے، اسی کے کلام و نام کو استعمال کر کے یہ ذات شریف حدیثِ رسُول سے دنیا کو برگشتہ کرتی ہے۔ جس طرح مذہب بیزار دانشور اقبال کا نام استعمال کرتے ہیں۔

اس کے بعد اس سلسلہ میں پاکستان کے ایک کثیر الاشاعت "اخبار" کا نام آتا ہے جو اپنے آپ کو ہر زمانے میں جمہوریت و بنیادی حقوق اور معاشرتی عدل و انصاف کا علمبردار کہتا رہتا ہے، لیکن جس کا عمل یہ ہے کہ وہ توازن قائم رکھنے کے لیے حکومت کے ساتھ ساتھ حکومت کے مخالفین کو بھی اپنی ناوک افگنی کا شکار بنائے رکھتا ہے۔

چونکہ اس اخبار کو دعویٰ ہے کہ میں نے تحریک پاکستان میں مؤثر کردار ادا کیا ہے اور اس تحریک کے قائدین کی نیازمندی کی سعادت حاصل کی ہے اس لیے وہ اس تحریک سے اختلاف رکھنے والے دیانت دار اور مخلص رہنماؤں پر کیچڑ اچھالنے میں بڑا بہادر واقع ہوا ہے جن میں شیخ مدنیؒ کا نام اس لیے سرفہرست ہے کہ انہوں نے ۳۷ء میں لیگ کے ساتھ یو۔پی کی سطح پر انتخابی معاہدہ کر کے اسے انتخاب میں بھرپور امداد دی، لیکن بعد میں لیگ نے اسلام و اسلامی اقدار سے جس طرح منہ موڑا، اس کے ایک راز دان کی حیثیت سے شیخ مدنیؒ نے دنیا کو حقیقت سے آگاہ کیا۔

اس قماش کے کچھ اور لوگ اور اخبارات رسائل بھی ہیں جو کبھی کبھار اس قسم کی حرکات کرتے رہتے ہیں، لیکن ہم نے ہمیشہ ہی اس قسم کی باتوں کا جواب دینے سے محض اس لیے احتراز کیا کہ اس طرح بعض شخصیتوں کے متعلق تلخ باتیں نوک زبان و قلم پر آجاتی ہیں۔ جو ہم پسند نہیں کرتے۔

لیکن ماہانہ "فکر و نظر" اسلام آباد کے شمارہ جولائی ۷۵ء میں اورینٹل کالج لاہور کے ایک پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کا ایک طویل مضمون بعنوان «معرکہ دین و وطن» پڑھ کر ہمیں انتہائی افسوس ہوا۔ اور ہم نے مناسب سمجھا کہ اصل پوزیشن قارئین کے سامنے رکھ دیں جس کی وجہ سے یہ سطور قلمبند کی گئیں

اس کے ساتھ یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ فکر و نظر وزارتِ امور مذہبی پاکستان کے زیرِ اہتمام قائم ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کا اردو آرگن ہے جس کے سرورق پر "علمی و دینی مجلّہ" کا جھومر ہمیشہ ہی نظر آتا ہے۔

اور ہے بھی ٹھیک کہ اس رسالہ نے اپنی زندگی میں جیسا کیسا لکھا اسی قسم کے عنوانات پر لکھا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ایک خالص سیاسی مسئلہ پر قلم اٹھایا گیا ہے اور اس طرح حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ نور اللہ مرقدہٗ کے کروڑوں معتقدین کے دل دکھائے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ ادارہ کے اربابِ حل و عقد یہ کہہ کر جان چھڑا لیں گے کہ ہم نے وضاحت کر رکھی ہے کہ تمام مندرجات سے ہمارا اتفاق ضروری نہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک ایسے دَور میں جب کہ پاکستان اپنی اصلی جغرافیائی حدود سے محروم ہو کر بھی گرداب بلا سے نہیں نکلا، اس قسم کے مضامین کی اشاعت کا کیا مقصد ہے۔ ؟

ہم کارپردازان ادارہ سے بصد احترام گذارش کریں گے کہ وہ اپنی روش پر نظر ثانی کریں اور آئندہ سے اس قسم کی چیزوں کی اشاعت سے صرف نظر کریں تو بہتر ہے۔

اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر صدیق صاحب جیسے قلمکار بزرگوں سے گذارش کریں گے کہ بہتر ہے کہ آپ حضرات تلخ نوائی کی فضا پیدا نہ کریں ورنہ ہمارے سینے میں بھی اتنے راز ہیں کہ اگر ردّ عمل کے طور پر ہم نے وہ اگل دیئے تو آپ شاید اپنے ممدوحین ہی کو کوسنا شروع کر دیں۔ ۴۷ء میں آپ نے جو بازی جیتی تھی اپنے ہی کرتوتوں سے ۷۱ء میں وہ ہار دی، جو حصہ باقی ہے اس کے تحفظ کی فکر کرو۔ اور تحفظ ایک ہی صورت میں ممکن ہے کہ تعاون و خیرسگالی کی فضا پیدا کی جائے۔ ورنہ بے ہودہ مباحث کے ذریعے کسی طبقہ کے بزرگوں پر کیچڑ اچھال کر آپ ملک و قوم کی کوئی خدمت نہ کر سکیں گے

امید ہے کہ :

آپ ہمارے مخلصانہ جذبات کا جواب بھی اسی انداز میں دیں گے۔

ایمان افروز تقریب

مدرسہ عربیہ باب العلوم کہروڑ پکا میں تقریب ختم بخاری شریف ۔ ۲۸ رجب ۱۳۹۵ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۷۵ء بروز جمعرات حضرت الشیخ السید مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہٗ و دیگر علماء کرام و مشائخ عظام تشریف لا رہے ہیں۔ عامۃ المسلمین سے شرکت کی درخواست ہے۔ نیز باب العلوم میں درس نظامی کے درجات علی الخصوص دورۂ حدیث میں داخلہ ۸ شوال تا ۱۵ شوال ہو گا۔ طلباء وقت پر تشریف لائیں۔ من جانب :

شیخ غلام محمد عباسی مہتمم مدرسہ عربیہ باب العلوم کہروڑ پکا (ملتان)

دنیا میں "مفکر اسلام" کا روپ دھارے بیٹھے ہیں پیش پیش ہیں۔ موصوف کے عقائد ونظریات ڈھکے چھپے نہیں۔ وہ ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں انتہائی گستاخانہ نظریہ رکھتے ہیں۔ ایسے میں کسی غلامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان کے قلم وزبان سے کلمہ خیر نکلے ناممکن ہے۔

حیرت یہ ہے کہ جو اقبال ذات رسالتِ مآبؐ کی طرف بلاتا ہے، اسی کے کلام و نام کو استعمال کر کے یہ ذات شریف حدیثِ رسُول سے دنیا کو برگشتہ کرتی ہے۔ جس طرح مذہب بیزار دانشور اقبال کا نام استعمال کرتے ہیں۔

اس کے بعد اس سلسلہ میں پاکستان کے ایک کثیر الاشاعت "اخبار" کا نام آتا ہے جو اپنے آپ کو ہر زمانے میں جمہوریت و بنیادی حقوق اور معاشرتی عدل و انصاف کا علمبردار کہتا رہتا ہے، لیکن جس کا عمل یہ ہے کہ وہ توازن قائم رکھنے کے لیے حکومت کے ساتھ ساتھ حکومت کے مخالفین کو بھی اپنی ناوک افگنی کا شکار بنائے رکھتا ہے۔

چونکہ اس اخبار کو دعویٰ ہے کہ اُس نے تحریک پاکستان میں مؤثر کردار ادا کیا ہے اور اس تحریک کے قائدین کی نیازمندی کی سعادت حاصل کی ہے اس لیے وہ اس تحریک سے اختلاف رکھنے والے دیانت دار اور مخلص رہنماؤں پر کیچڑ اچھالنے میں بڑا بہادر واقع ہوا ہے جن میں شیخ مدنی رحؒ کا نام اس لیے سرفہرست ہے کہ انہوں نے ۳۷ء میں لیگ کے ساتھ یو۔پی کی سطح پر انتخابی معاہدہ کر کے اسے انتخاب میں بھرپور امداد دی، لیکن بعد میں لیگ نے اسلام و اسلامی اقدار سے جس طرح منہ موڑا، اس کے ایک راز دان کی حیثیت سے شیخ مدنیؒ نے دنیا کو حقیقت سے آگاہ کیا۔

اس قماش کے کچھ اور لوگ اور اخبارات رسائل بھی ہیں جو کبھی کبھار اس قسم کی حرکات کرتے رہتے ہیں، لیکن ہم نے ہمیشہ ہی اس قسم کی باتوں کا جواب دینے سے محض اس لیے احتراز کیا کہ اس طرح بعض شخصیتوں کے متعلق تلخ باتیں نوک زبان وقلم پہ آجاتی ہیں۔ جو ہم پسند نہیں کرتے۔

لیکن ماہانہ "فکر ونظر" اسلام آباد کے شمارہ جولائی ۷۵ء میں اورینٹل کالج لاہور کے ایک پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کا ایک طویل مضمون بعنوان "معرکہ دین ووطن" پڑھ کر ہمیں انتہائی افسوس ہوا۔ اور ہم نے مناسب سمجھا کہ اصل پوزیشن قارئین کے سامنے رکھ دیں جس کی وجہ سے یہ سطور قلمبند کی گئیں

اس کے ساتھ یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ فکر ونظر وزارتِ امور مذہبی پاکستان کے زیرِ اہتمام قائم ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کا اردُو آرگن ہے جس کے سرورق پر "علمی ودینی مجلّہ" کا جھومر ہمیشہ ہی نظر آتا ہے۔

اور ہے بھی ٹھیک کہ اس رسالہ نے اپنی زندگی میں جیسا کیسا لکھا اسی قسم کے عنوانات پر لکھا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ایک خالص سیاسی مسئلہ پر قلم اٹھایا گیا ہے اور اس طرح حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ نور اللہ مرقدہٗ کے کروڑوں معتقدین کے دل دکھائے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ ادارہ کے اربابِ حل وعقد یہ کہہ کر جان چھڑالیں گے کہ ہم نے وضاحت کر رکھی ہے کہ تمام مندرجات سے ہمارا اتفاق ضروری نہیں۔، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک ایسے دَور میں جب کہ پاکستان اپنی اصلی جغرافیائی حدود سے محروم ہوکر بھی گرداب بلاء سے نہیں نکلا، اس قسم کے مضامین کی اشاعت کا کیا مقصد ہے۔ ؟

ہم کارپردازان ادارہ سے بصد احترام گذارش کریں گے کہ وہ اپنی روش پر نظر ثانی کریں اور آیندہ سے اس قسم کی چیزوں کی اشاعت سے صرف نظر کریں تو بہتر ہے۔

اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر صدیق صاحب جیسے قلمکار بزرگوں سے گذارش کریں گے کہ بہتر ہے کہ آپ حضرات تلخ نوائی کی فضا پیدا نہ کریں ورنہ ہمارے سینے میں بھی اتنے راز ہیں کہ اگر ردّعمل کے طور پر ہم نے وہ اگل دیئے تو آپ شاید اپنے ممدوحین ہی کو کوسنا شروع کر دیں۔ ۴۶ء میں آپ نے جو بازی جیتی تھی اپنے ہی کرتوتوں سے ۷۱ء میں وہ ہار دی، جو حصہ باقی ہے اس کے تحفظ کی فکر کرو۔ اور تحفظ ایک ہی صورت میں ممکن ہے کہ تعاون وخیرسگالی کی فضا پیدا کی جائے۔ ورنہ بے ہودہ مباحث کے ذریعے کسی طبقہ کے بزرگوں پر کیچڑ اچھال کر آپ ملک وقوم کی کوئی خدمت نہ کرسکیں گے

امید ہے کہ:

آپ ہمارے مخلصانہ جذبات کا جواب بھی اسی انداز میں دیں گے۔

ایمان افروز تقریب

مدرسہ عربیہ باب العلوم کہروڑپکا میں تقریب ختم بخاری شریف - ۲۸ رجب ۱۳۹۵ھ مطابق ۷ راگست ۱۹۷۵ء بروز جمعرات حضرت الشیخ السید مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہٗ و دیگر علماء کرام و مشائخ عظام تشریف لا رہے ہیں۔ عامۃ المسلمین سے شرکت کی درخواست ہے۔ نیز باب العلوم میں درس نظامی کے درجات علی الخصوص دورۂ حدیث میں داخلہ ۸ رشوال تا ۱۵ رشوال ہوگا۔ طلباء وقت پر تشریف لائیں۔ من جانب:

شیخ غلام محمد عباسی مہتمم مدرسہ عربیہ باب العلوم کہروڑ پکا (ملتان)

مرتب: عمیر الهاشمی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر مظالم اور مصائب کی طویل داستان میں سے کچھ بطور نمونہ بیان ہو چکا۔ اب ذرا دوسرے مہاجرین کے اوپر مظالم بھی کچھ قدر قلیل سنو جن میں زیادہ تر حضرت صدیقؓ کے آزاد کیے ہوئے حضرات ہیں۔

حضرت بلالؓ

حضرت بلال پر یہ ظلم کیا گیا کہ ٹھیک دوپہر میں تپتی ہوئی ریگ پر برہنہ کر کے لٹائے جاتے اور پتھر کی وزنی چٹان جو دھوپ میں تپ کر مثل آگ کے ہو جاتی تھی۔ ان کے سینہ پر رکھی جاتی اور ان سے کہا جاتا کہ اسلام سے باز آؤ ورنہ اسی طرح تکلیف دے دے کے مار ڈالے جاؤ گے۔ حضرت بلالؓ اس کے جواب میں **اَحَدٌ اَحَدٌ** کا نعرۂ مستانہ لگاتے اور ذرا آہ و بکا نہ کرتے۔ گویا ان کو اس میں مزہ ملتا تھا۔ پہلی مرتبہ جب ان کو اس گرم ریگ سے اٹھایا گیا تو سارا جسم ایک آبلہ تھا۔ دوسرے دن پھر انہیں آبلوں پر اسی تپتی ہوئی ریگ کے اوپر لٹائے گئے اور ویسی ہی تپتی ہوئی چٹان سینہ پر رکھی گئی۔ وہ آبلے ٹوٹے ہوں گے اور ان میں گرم ریگ نے جو لطف دیا ہوگا حضرت بلالؓ کے سوا کس کی قسمت تھی کہ اس لطف سے بہرہ اندوز ہوتا؟ پھر لطف پر لطف یہ تھا کہ جب اس تپتی ہوئی ریگ سے اٹھائے جاتے تھے تو گلے میں رسی باندھی جاتی اور بدتمیز لڑکوں کے حوالے کیے جاتے کہ تمام شہر میں گھسیٹتے ہوتے لے جائیں۔ اس حالت میں بھی وہی نعرہ زبان پر ہوتا تھا۔ اَحَدٌ اَحَدٌ

حضرت خبابؓ

حضرت خباب بن ارتؓ ان پر سب سے بڑا ظلم یہ کیا گیا کہ ایک دن کوئلے دہکائے گئے۔ اور ان کو دہکتے ہوئے کوئلوں پر چت لٹایا گیا اور ایک شخص سینہ پر پاؤں رکھے رہا کہ ہلنے نہ پاتے۔ تمام پیٹھ جل گئی۔ مدتوں کے بعد حضرت فاروق اعظم کے سامنے اس ظلم کا تذکرہ ہوا تو حضرت خباب نے اپنی پیٹھ کھول کر ان کو دکھائی۔ ساری پیٹھ سفید تھی، گویا سفید داغ تھے۔

حضرت عمارؓ

حضرت عمارؓ اور ان کے والد یاسرؓ یہ دونوں بھی گرم ریگ پر لٹائے جاتے اور اس قدر مارا ان سنگ دلوں کے ہاتھ سے ان پر پڑتی کہ بے ہوش ہو جاتے۔ حضرت یاسرؓ اسی ظلم سے جاں بحق ہو گئے۔

حضرت عمارؓ کی والدہ

حضرت عمارؓ کی والدہ حضرت سمیہؓ کے ساتھ تو وہ ظلم کیا گیا کہ غیرت انسانی اس پر ہمیشہ ماتم کرے گی ان کے پاؤں دو اونٹوں کے پاؤں میں باندھے گئے اور ان کو مختلف سمتوں میں بھگایا گیا۔ پھر ابوجہل نے ایک نیزا ان کی شرم گاہ میں مارا اور وہ شہید ہو گئیں۔

حضرت صہیب رومیؓ

ان پر اس قدر مار پڑتی کہ ان کے حواس مختل ہو جاتے۔ جب ان کی ہجرت کا وقت آیا تو کفار مکہ نے ان سے کہا کہ اپنا مال و اسباب سب یہیں چھوڑ دو تب تمہیں جانے دیں گے۔ انہوں نے بخوشی اس کو منظور کر لیا۔

حضرت ابوفکیہہؓ

ان کے پاؤں میں رسی باندھی گئی اور گھسیٹے گئے اور تپتی ہوئی ریگ پر لٹائے گئے۔ ایک روز امیہ نے اس زور سے ان کا گلا گھونٹا کہ لوگ سمجھے دم نکل گیا۔ ایک دفعہ ان کے سینے پر اتنا وزنی پتھر رکھا گیا کہ ان کی زبان نکل پڑی۔

حضرت زنیرہؓ

حضرت زنیرہؓ کو ابوجہل نے ایک روز اتنا مارا کہ ان کی دونوں آنکھیں پھوٹ گئیں۔

ع: ایں قصۂ غم بسے دراز است

یورپ کا مشہور اور متعصب مؤرخ گبن مہاجرینؓ کے اس صبر و استقامت کے تذکرہ میں لکھتا ہے:

> "اس صورت میں کوئی یقین کر سکتا ہے کہ ایسے شخصوں نے ایذائیں سہیں اور ملک سے جلاوطنی گوارا کی اور اس سرگرمی سے اس کے پابند ہوئے اور یہ سب امور ایک ایسے شخص کی خاطر ہوتے ہوں جس میں ہر طرح کی برائیاں ہو اور اس سلسلہ فریب اور سخت عیاری کے لیے ہوں حیوان کی تربیت

کے بھی خلاف ہو اور ان کی ابتدائی زندگی کے تعصبات کے بھی خلاف ہو، اس پر یقین نہیں ہو سکتا۔ یہ خارج از حیطۂ امکان ہے۔

عیسائی اس بات کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے مسائل نے اس درجہ نشر و نما اس کے پیروؤں میں پیدا کی جس کو علیے؏ کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے فائدہ ہے اور اس کا (یعنی جناب رسالت مآبؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا) مذہب اس تیزی سے پھیلا جس کی نظیر دینِ عیسوی میں نہیں۔ چنانچہ نصف صدی سے کم مدت میں اسلام بہت سی عالیشان اور سرسبز سلطنتوں پر غالب آگیا جب علیےؑ کو سولی پر لے گئے تو اس کے پیرو بھاگ گئے اور مقتدا کو موت کے پنجہ میں چھوڑ کر چلے گئے۔ اگر بالفرض اس کی حفاظت کرنے کی ان کو ممانعت تھی تو اس کی تشفی کے لیے تو موجود رہتے اور صبر سے اس کے اور اپنے ایذا رسانوں کو دھمکاتے۔ برعکس اس کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد پیش رہے اور اس کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرہ میں ڈال کر کل دشمنوں پر اس کو غالب کر دیا۔"

دیکھو تو یہ نصرانی مورخ باوجود اس تعصب کے جو ان لوگوں کو دین اسلام سے ہے، مہاجرین کی اس بے نظیر استقامت کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا کس طرح اعتراف کر رہا ہے اور آپ کی ذات پاک میں فریب اور عیاری اور کسی قسم کی برائی کا پایا جانا خارج از حیطۂ امکان (یعنی ناممکن) قرار دیتا ہے۔ اسی طرح یورپ کے اور مورخوں نے بھی لکھا ہے: (دیکھو آیات بینات حصہ فدک)

واقعی عقلمندوں اور راست بازوں کی جماعت کا کسی ایسے شخص کی پیروی میں اس قدر مصائب و مظالم کا برداشت کرنا جو بچپن سے ان کے درمیان میں رہا۔ جس کی زندگی کا ہر لمحہ ان کی نظر کے سامنے گذرا اس شخص کی صداقت کی بہترین دلیل ہے۔ اس لیے قرآن مجید میں مہاجرین کے مصائب حق تعالےٰ نے بیان فرمائے ہیں۔ کہیں فرمایا:

واوذوفی سبیلی

اور کہیں فرمایا:

یقاتلون بانھم ظلموا۔ اور

اخرجو من دیارھم

حالات بعد ہجرت

ہجرت کے بعد ان روح فرسا مصائب کا تو خاتمہ ہوگیا تھا جو مکہ میں ہر وقت اور ہر آن پیش رہتے تھے، لیکن مدینہ منورہ میں دوسری قسم کی خدمات مسلمانوں کے سپرد کی گئیں اور جاں بازی و جاں نثاری کے امتحانات دوسرے طریقے سے لیے جانے لگے۔ مسلمانوں کی جہاد کی اجازت دی گئی اور ایک سلسلہ غزوات کا قائم ہوا۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو انیس غزوات پیش آئے جن میں سب سے پہلا غزوۂ بدر اور سب سے آخر غزوہ تبوک تھا۔ ان تمام غزولت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ہمراہ رہے اور بڑی پسندیدہ خدمتیں انجام دیں جن میں سے چند بطور مثال کے درج ذیل ہیں:

غزوہ بدر

جو رمضان سنہ ۲ھ میں ہوا۔ یہ اسلام کی پہلی فتح ہے۔ اس غزوہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عریش یعنی چادریں تان کر سائبان سا بنا دیا گیا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی عریش میں آپ کے ساتھ رہے اور آپ کی حفاظت کا منصب ادا کیا۔ رات بھر تلوار ہاتھ میں لے کر عریش کے چاروں طرف کی نگہبانی کرتے رہے جس صبح کو لڑائی شروع ہونے والی تھی اس کی آخیر شب میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت بے قراری کے ساتھ دعا مانگنا شروع کی کہ خداوندا! اپنا وعدہ پورا کر۔ اگر یہ تیرے فرمانبردار بندے اس جگہ شکست پا جائیں گے تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت کہیں نہ ہوگی۔ حضرت صدیقؓ سے اپنے حبیب کی یہ بے قراری نہ دیکھی گئی اور بالآخر عریش کے اندر آکر آپ کی ردائے مبارک کا گوشہ ہاتھ میں لے کر کہنے لگے:

كفتك مناشدتك يا رسول اللّٰه!

یعنی یا رسول اللہ! بس اتنی دعا آپ کی کافی ہے ان کے کہنے سے آپ نے سر اٹھایا تو جبریل امین وحی الٰہی لیے ہوئے کھڑے تھے:

سیھزم الجمع ویولون الدّبر ۰

یعنی ان کافروں کو عنقریب ہزیمت دی جائے گی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ حضرت صدیقؓ کی فراست ایمانی تو دیکھو جبریل وحی لے کر چلے اور ان کے قلب مبارک پر انعکاس ہو گیا اور وہ کہہ اٹھے کہ بس اتنی دعا کافی ہے اور ان کا کہنا ٹھیک اترا۔

اس غزوہ میں لشکر کا میمنہ حضرت صدیقؓ کی ماتحتی میں تھا۔ حضرت صدیقؓ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن (جو اس وقت مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے) اس لڑائی میں کافروں کے ساتھ آئے تھے، میدان جنگ میں بڑھے تو حضرت صدیق تلوار کھینچ کر اپنے لختِ جگر کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنے کے لیے گئے، مگر وہ زد سے بچ کر نکل گئے۔

(استیعاب بن عبدالبر)

بدر کی لڑائی سے جب کفار قید ہو کر آئے تو حضرت صدیقؓ نے ان کے قتل کی رائے سے

اختلاف کیا اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کی رائے دی۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انہی کی رائے پر عمل کیا اور ان کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی۔ گرچہ نتیجہ میں حضرت فاروق رضؓ کی فضیلت اس معاملے میں غالب رہی۔

غزوۂ اُحد

جو شوال ۳ھ میں ہوا۔ اس غزوہ میں جب کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی اور کافروں کی فوج مسلمانوں کے لشکر کے بیچ میں آگئی جس کی وجہ سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور مسلمانوں کے درمیان میں جدائی ہوگئی اور اسی کے ساتھ یہ قیامت خیز خبر بھی کفّار نے مشہور کی کہ:

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے!!

جو مسلمان جہاں تھا وہیں گھر کر رہ گیا۔ اس وقت سوائے حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت سعد رضؓ کے کوئی آپ کے پاس نہ تھا، مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر اور صحابہ کرام رضؓ آپ کے پاس پہونچ گئے۔ ان پہونچنے والوں میں سب سے پہلا نمبر حضرت صدیق رضؓ کا تھا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لڑائی ختم ہونے کے بعد پہاڑ پر چڑھے تو حضرت صدیق رضؓ اس وقت بھی جاں نثاری کے لیے ساتھ رہے۔

جب دوبارہ کافروں کی آمد سُن کر آپ نے پھر تیار ہو جانے کا حکم دیا تو باوجودے کہ صحابہ کرام بہت زخمی اور خستہ تھے، مگر حکم پاتے ہی ستر آدمی فوراً تیار ہو گئے جن میں حضرت صدیق رضؓ بھی تھے۔ یہ مستعدی خدا کو اس قدر پسند آئی کہ قرآن مجید میں اس کا ذکر فرما دیا:

الذین استجابوا للہ
والرسول من بعد ما
اصابهم القرح۔

غزوۂ خندق وخیبر

غزوۂ خندق میں خندق کے ایک جانب کی حفاظت حضرت صدیق رضؓ کے سپرد تھی اور اس طرف سے کوئی کافر عبور کرنے نہیں پایا۔

غزوۂ خیبر میں ایک روز حضرت صدیق رضؓ سردار لشکر بنا کر بعض قلعوں کو فتح کرنے کے لیے بھیجے گئے، اگرچہ اس روز فتح نہیں ہوئی، لیکن اس روز کی لڑائی نے یہودیوں کا غرور ایک حد تک توڑ دیا۔ بالآخر حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھ پر فتح پائی۔

متفرق واقعات

۱۔ سریہ بنی فزاد میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے انہی کو سردار لشکر بنا کر بھیجا۔ بڑی فتح پائی اور قیدی بہت ہاتھ آئے۔

۲۔ فتح مکہ میں اپنے والد کو مسلمان کر کے آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے آئے تو آپ نے فرمایا تم نے ان کو بڑھاپے میں کیوں تکلیف دی۔ مَیں خود آجاتا۔ صحابہ کرام رضؓ میں سوا حضرت صدیق رضؓ کے کوئی نہیں جس کی چار پشت صحابی ہوں، ماں باپ بھی، بیٹے بھی، پوتے بھی۔

۳۔ ۹ھ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت صدیق رضؓ کو امیر حج بنایا اور سورۂ براۃ کی تبلیغ بھی انہی کے متعلق کی، مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اہل عرب کا دستور ہے کہ اس قسم کی تبلیغ یا تو اصل شخص خود کرتا ہے یا اس کا سب سے قریبی رشتہ دار۔ ورنہ قابل اعتبار نہیں ہوتی، لہذا آپ نے حضرت علی کو بماتحتی حضرت صدیق رضؓ کے سورۃ براۃ کی تبلیغ پر مامور فرمایا۔ چنانچہ خطبۂ حج (جو خاص کام امیر حج ہی کا ہے) حضرت صدیق رضؓ ہی نے پڑھا۔

۴۔ غزوۂ تبوک میں لشکر کا جائزہ لینا اور لشکر کی امامت کرنا یہ دونوں کام حضرت صدیق رضؓ کے سپرد کیے گئے۔ اسی غزوہ میں حضرت صدیق نے کُل مال اپنا سامانِ جہاد درست کرنے کے لیے دیا تھا۔

۵۔ ایک مرتبہ ایک تجارتی قافلہ ملک شام سے آیا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے۔ لوگ اس قافلہ کی آمد سن کر خطبہ چھوڑ کر چلے گئے، کیونکہ اس وقت مدینہ میں غلّہ کی ضرورت بہت زیادہ تھی۔ اس پر یہ آیت عتاب کی اتری:

واذا راو تجارة اولهوا
انفضوا اليها وتركوك
قائما۔

مگر حضرت صدیق رضؓ ان بارہ اشخاص میں سے تھے جو مسجد سے نہیں ہٹے۔

۶ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مرض وفات میں مبتلا ہوئے تو حضرت صدیق رضؓ پر خاص لطف وکرم فرمایا۔ وفات سے پانچ دن قبل خطبہ پڑھا اور اس میں حضرت صدیق رضؓ کے فضائل بیان فرمائے اور حکم دیا کہ مسجد میں جتنے دروازے ہیں سب بند کر دیئے جائیں سوا ابوبکر صدیق رضؓ کے، پھر ان کو اپنی جگہ پر امام نماز بنا دیا جو کھلا ہوا اشارہ ان کی خلافت کا تھا۔ نیز اس بیماری میں آپؐ نے ان کے لیے خلافت نامہ لکھوانے کا کاغذ وغیرہ طلب فرمایا، مگر پھر کسی مصلحت سے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ اور فرمایا۔ سوا ابوبکر رضؓ کے اور کسی کے لیے خدا کی مشیت نہ ہوگی اور مسلمان بھی راضی نہ ہوں گے۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم شریف)

۷۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان کا ادب کرتے اور اگر کسی سے ادب واحترام کے خلاف کوئی بات صادر ہوتی تو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گزرتی اور آپ منع کرتے حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضؓ سے ایک بات خلاف مزاج ہوگئی تو آپ بہت ناراض ہوئے

(صحیح بخاری)

ایک مرتبہ کسی غیر بدری صحابی رض کو حضرت صدیق رض کے آگے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

تمشی بین یدی من هو خیر منک۔

تم اس کے آگے چل رہے ہو جو تم سے بہتر ہے۔ (استیعاب)

حضرتِ صدّیق رض کی خلافت کا بیان

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سقیفۂ بنی ساعدہ میں انصار کا مجمع ہوا۔ تاکہ کسی خلیفہ کا تقرر کریں۔ وہ چاہتے تھے کہ ایک خلیفہ انصار میں سے ہو اور ایک مہاجرین میں سے مگر دو خلیفوں کا تقرر جس قدر باعث افتراق ہوتا ظاہر ہے۔ لہذا ابوبکر رض نے و عمر رض نے نظم خلافت کے درست کرنے کو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دفن پر مقدم فرمایا اور یہی ہونا بھی چاہیے تھا چنانچہ یہ دونوں حضرات اور پھر بعد میں اور بھی چند مہاجرین وہاں پہونچے اور انصار کو سمجھایا۔ بالآخر سب کا اتفاق حضرت صدیق رض پر ہوگیا۔ اور موجودہ لوگوں نے ان کے دست حق پرست پر بیعت لی۔ ابتدا بیعت کی ایک انصاری رض سے ہوئی۔ (تاریخ الخلفاء)

پھر دوسرے دن عام بیعت ہوئی اور تمام انصار رض مہاجرین رض نے آپ کو خلیفۂ رسول اللہ تسلیم کرلیا اور چند روز کے بعد جب آیت استخلاف اور آیت تمکین کے بیان کیے ہوتے اوصاف خلیفہ موعود کے ان میں پائے گئے تو سب کی آنکھیں کھل گئیں کہ وہ خلیفہ موعود آپ صرف آپ ہیں۔ خدا نے اپنا وعدہ ہمارے پردہ میں پورا کیا۔ والحمد للہ علی ذلک۔

حضرت علی مرتضیٰ رض کے متعلق بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے بلا توقف ابتداہی میں بیعت کرلی تھی اور صحیح بخاری کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ مہینے کے بعد۔ ممکن ہے کہ انہوں نے دو مرتبہ بیعت کی ہو پہلی بیعت مجمع عام میں نہ ہوئی ہو اس لیے عام لوگوں کو غلط فہمی سے بچانے کے لیے چھ مہینے کے بعد مجمع عام میں بیعت کی۔ خود حضرت علی مرتضیٰ کی زبان سے جو کچھ منقول ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک لمحہ کے لیے بھی حضرت صدیق رض کے خلیفہ برحق ہونے میں تردّد نہیں کیا۔

علامہ حافظ بن عبد البر استیعاب میں حضرت علی رض سے روایت کرتے ہیں۔

عن قیس بن عبادة قال قال علی ابن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم مرض تیانی و ایاماً ینادی بالصلوٰة فیقول مرو ابا بکر یصلی بالناس فلما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نظربت فاد الصلوٰة علم الاسلام و قوام الدین فرضینا الدنیا فامن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لدینا فبایعنا ابابکر

ترجمہ

قیس بن عبادہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی رض ابن ابی طالب نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کئی شب و روز بیمار رہے۔ ان دنوں میں نماز کی اذان ہوتی تھی تو آپ فرماتے تھے کہ ابوبکر کو حکم پہونچا دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ نماز اسلام کا جھنڈا ہے اور دین کا رکن ہے۔ لہذا ہم نے اپنی دنیا کی پیشوائی کے لیے اس شخص کو پسند کرلیا جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کی پیشوائی کے لیے پسند فرمایا۔ پس آپ نے ابو بکر رض سے بیعت کر لی۔

خلافت صدیقی کے بابرکت کارنامے

اگرچہ آپ کا زمانہ خلافت بہت مختصر تھا اور ایک ایسے نازک وقت میں خلیفہ ہوتے تھے کہ کوئی فرشتہ بھی ہوتا تو کچھ نہ کرسکتا، مگر پھر بھی آپ نے جو کام کیے امن و اطمینان کے زمانے میں بھی اس سے بڑھ کر نہ ہوسکے۔ چنانچہ چند امور درج ذیل ہیں۔

۱۔ سب سے پہلا اور اہم کام رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ اور تدفین تھا جس کو حضرت صدیق رض نے بڑی حسن و خوبی سے انجام دیا۔

۲۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اس قیامتِ صغریٰ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا جو اثر تھا اس نے ان کے حواس کو مختل کردیا تھا۔ کوئی آپ کی وفات کا منکر تھا۔ کسی کے منہ پر مہر خاموشی لگ گئی تھی، کوئی بے تاب تھا۔ جیسا کہ روایات میں مذکور ہے۔ حضرت صدیق رض نے سب سے پہلے یہ کیا کہ حجرۂ مقدس میں تشریف لے گئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم انور سے چادر ہٹا کر جبین مبارک کو بوسہ دیا اور سوز جگر سے یہ چند کلمات زبان

خط و کتابت
کرتے وقت
خریداری نمبر
کا حوالہ ضرور دیں

مرتب: جناب عُمیر الہاشمی

سیاسیات میں حصہ لیے بغیر خلافت راشدہ کا قیام ممکن نہیں

مسئلہ ختم نبوت اسمبلی کے ایوان میں حل ہوا ہے

جامع مسجد قلعہ لچھمن سنگھ لاہور میں قائد جمعیتہ کا خطاب

الحمد للّٰہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

برادرانِ محترم! بزرگو اور بھائیو۔ مجھے آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ بالخصوص یہ کہ آپ کی ملاقات جمعہ کے دن جمعہ کے اجتماع میں اور اللہ کے گھر میں ہوئی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں بغرضِ علاج یہاں لاہور حاضر ہوا ہوں۔ تقریر کرنے کا نہ ارادہ تھا نہ خیال اور نہ طبیعت میں فرحت اور انبساط ہے۔ لیکن دوستوں کے اصرار پر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر چند باتیں عرض کئے دیتا ہوں۔

ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارے کچھ فرائض بھی ہیں اور ذمہ داریاں بھی۔ ایک مسلمان اس وقت مسلمان کہلانے کا مستحق ہوتا ہے جب وہ دل کی گہرائیوں سے پورے یقین کے ساتھ اسلام کے عادلانہ نظام کو دنیا کے تمام نظاموں سے بہتر یقین کرتا ہو۔ اگر ایک کمیونسٹ اس وقت تک کمیونسٹ نہیں کہلایا جاسکتا ہے جب تک کہ وہ اشتراکی نظام کو تمام نظاموں پر فوقیت نہیں دیتا اور اس کیلئے جدوجہد نہیں کرتا اس طرح ایک مسلمان اگر اللہ کے بھیجے ہوئے اسلامی نظام کو بہتر نظام یقین نہیں کرتا یا اس کے نفاذ کے لیے اپنی تمام تر کوششیں وقف نہیں کرتا وہ بھی مسلمان کہلانے کا قطعاً مستحق نہیں ہے۔ لیکن بدقسمتی سے یہاں کے مسلمان صرف نام کے تو مسلمان کہلاتے ہیں اور وہ اس پر قناعت کرتے ہیں لیکن اگر وہ اپنا محاسبہ کریں تو چوبیس گھنٹے میں وہ اسلامی نظام کے قیام کے لیے ایک منٹ بھی اپنی کوشش جاری نہیں رکھتے۔ ہر شخص کماتا ہے اور کھاتا ہے۔ اس کے مقاصد میں یہ نہیں ہے کہ وہ اسلام کے نظام کو نافذ کرنے کے لیے کم از کم پاکستان میں ہی کچھ وقت نکالے۔ مسلمان کی یہی بدعملی پاکستان کو تباہ کرنے کا سبب بن گئی۔ ۲۸ برس ہو چکے پاکستان بنا ہے لیکن ۲۸ برس کے گزر جانے کے باوجود آج تک پاکستان میں اسلام کا نظامِ عدل قائم نہیں ہوا۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اگر آپ لوگ علیٰ وجہ البصیرت اس عظیم مقصد کے لیے مساعی جاری رکھتے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ نظام خدا کا نظام وہ یہاں نہ آتا۔ بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام کا یہ نظام ۱۴۰۰ سال پہلے ان غیر مہذب لوگوں کیلئے آیا تھا۔ جو نظام ۱۴۰۰ سال پہلے کے لیے آیا تھا آج زمانہ تبدیل ہو گیا۔ زمانہ رواں دواں جا رہا ہے آگے بڑھ رہا ہے۔ آج کی ضروریات کا متکفل اسلام نہیں ہو سکتا ہے۔ برملا کہتے ہیں کہ آج کی ضروریات اسلامی نظام سے پوری نہیں ہوتیں۔ اس قسم کی باتیں بھی پاکستان میں کہی جاتی ہیں۔ لیکن اگر یہ بات تھی کہ اسلام اس زمانے اور اس دور کے مسائل کا حل پیش نہیں کرتا تو پھر اسلام کے نام سے آپ نے پاکستان کیوں بنایا تھا؟ اس نام کو استعمال کر کے ہندوستان کو کیوں تقسیم کرایا؟ برصغیر کے مسلمانوں کو تین حصوں میں کیوں تقسیم کرایا؟ ہندوستان میں جو آج تقریباً ۱۲ کروڑ مسلمان آباد ہیں انہیں ہندوؤں کے حوالے کیوں کیا؟ اگر یو۔پی، سی۔پی، بہار، اڑیسہ، بمبئی بلکہ پورے ہندوستان کے مسلمان پاکستان کے مطالبے میں آپ کا ساتھ نہ دیتے تو کیا پھر بھی پاکستان بن سکتا تھا؟ یو۔پی کا مسلمان، انڈین مسلمان وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم نے پاکستان زندہ باد کا نعرہ اس لیے لگایا تھا کہ چلو یہاں ہندوستان میں ہندوؤں کے غلام بن جائیں۔ ہندوؤں کے مظالم کا تختۂ مشق بن جائیں۔ لیکن چلو پاکستان کے مسلمان بھائی تو اسلام کی حکومت قائم کرلیں۔ آپ کے پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کے لیے انہوں نے قربانیاں دی ہیں اور اپنی آزادی گنوا دی۔ اس وقت انگریز سے آزادی حاصل کرنے کا وقت آگیا تھا۔ وہ بھی آزاد ہو سکتے تھے۔ انہوں نے انگریز کی غلامی سے نجات حاصل کرنا تھی۔ لیکن وہ انگریز کی بجائے ہندوؤں کی غلامی قبول کرنے پر اس لیے راضی ہوئے کہ آپ یہاں پر اسلام کی مثالی حکومت قائم کرسکیں آج اگر ہندوستان کا مسلمان آپ سے پوچھے، آپکے گریبان میں ہاتھ ڈالے اور آپ سے کہے کہ اے پاکستان کے مسلمانو! اگر تم نے پاکستان میں اسلام کا نظام نہیں قائم کرنا تھا تو پھر ہمیں ہندوؤں کا غلام کیوں بنایا؟ ہماری آزادی کیوں سلب کرائی؟ ہماری جانیں خطرے میں کیوں ڈالیں؟ ہمارے بچوں کو کیوں یتیم کرایا؟ ہماری عورتوں کو کیوں بیوہ بنایا؟ ہمارا خون کیوں بہایا؟ اور وہ خواتین ایک لاکھ کے قریب خواتین جو آج ہندوؤں اور سکھوں کے گھروں میں آباد ہیں انہیں کیوں ہندوؤں اور سکھوں کے حوالے کیا؟ اگر تم نے اس طرح اسلامی

ماحول میں رہنا تھا تو پھر اکٹھے ہی رہتے۔ کیوں تقسیم کرا کے ہمارا بیڑا غرق کر دیا؟ وہ آپ سے پوچھ سکتے ہیں۔ انہیں پوچھنے کا حق ہے۔ انہوں نے آپ کو پاکستان بنا کر دیا ہے۔ کم از کم اگر تمہارا اسلام سے تعلق کمزور ہے تو ان سے حیاء کر کے پاکستان میں اسلام کا نظام قائم کرنا تھا۔ لیکن جب وقت آتا ہے تو آپ نعروں کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ روٹی، کپڑا، مکان کے پیچھے، زمین کاشتکاروں کی، کارخانے مزدوروں کے، مکان دکان کرائے داروں کی۔ تم ان نعروں کے پیچھے بھاگے میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ لوگ یہاں نعرے تو لگاتے ہیں کہ اسلام زندہ باد اور ہاتھ بھی اٹھاتے ہیں لیکن آپ لوگ یہاں اسلام کو نہیں چاہتے۔

آپ مجرم ہیں، بلکہ پوری قوم مجرم ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ چاہیں اور اسلام نہ آئے، نہیں آپ ہی نہیں چاہتے۔ آپ کے مدّ نظر اپنے مفادات ہیں۔ اپنی اغراض ہیں۔ آپ کسی سرمایہ دار کے ساتھ وابستہ ہو کر اپنے مفادات کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اسلام کے ساتھ مخلص نہیں ہیں۔ صرف نعرے لگاتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔ خدا تمہیں دیکھتا ہے کہ تم نے جھوٹے نعرے لگائے ہیں۔ جب پاکستان بنایا تھا اس وقت بھی تم نے جھوٹے نعرے لگائے تھے؟ کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ اور ۲۸ سال سے مسلسل تم خدا کو دھوکہ دیتے رہے ہو:

یخدعون اللہ والذین
امنوا وما یخدعون
الا انفسھم

کب تک یہ زندگی بسر کرو گے؟ میرے پاس کوئی ایسی آواز نہیں ہے جو آپ کے دلوں کی گہرائی تک پہنچا سکوں۔ آپ کے دلوں پر تو پردے پڑے ہوئے ہیں۔ آپ کے دل مقفل ہیں وگرنہ یہ کونسی بات ہے کہ ہم چاہیں کہ یہاں اسلام آئے اور اسلام نہ آئے میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں، میں تمہیں متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تمہارے جھوٹے نعرے کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ اور اسلام زندہ باد یہ تمہیں آخرت میں عذاب سے نہیں بچا سکتے۔

اس کے لیے مخلصانہ جدوجہد کی ضرورت ہے۔ نعروں سے یہ مراحل طے نہیں ہو سکتے۔

میرے محترم دوستو! آج اگر پاکستان کے قانون ساز اداروں میں وہ لوگ ہوتے جو دل وجان سے اسلام کے قانون کو بہتر قانون سمجھتے تو پھر یہاں کوئی طاقت بھی اسلام کے لیے رکاوٹ نہیں بن سکتی تھی۔ لیکن وہاں پر قانون ساز اداروں میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو "آپ کی" نمائندگی کرتے ہیں اور یہاں پر آپ کو یہ سمجھایا جاتا ہے کہ سیاست اور ہے اور مذہب اور۔ عامۃ المسلمین اوپر اوپر سے تو یہ مانتے ہیں کہ سیاست بھی دینِ اسلام کا ایک اہم شعبہ ہے اور:

ع جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

بھی پڑھتے ہیں۔ اور اس کا بظاہر انکار نہیں کر سکتے کہ دین اسلام ایک جامع دین ہے جو معاشرت کے اصول پر بھی حاوی ہے، سیاسیات و معاشیات پر بھی حاوی ہے، اور زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام کی راہ نمائی موجود ہے۔ اس کا انکار نہیں کر سکتے خواہ کسی بھی انداز میں کریں۔

خلافتِ راشدہ کا نمونہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جہاں بہت بڑے صحابی تھے، حضورؐ کے یارِ غار تھے، افضل الامت تھے، وہاں سب سے بڑے سیاست دان بھی تھے۔ اور خلیفۂ راشد بھی تھے۔ بہت سے لوگ خلافتِ راشدہ کے نعرے بھی لگاتے ہیں، خلافتِ راشدہ کی کانفرنسیں بھی ہوتی ہیں اور ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارا سیاست سے کوئی تعلق نہیں تو خلافتِ راشدہ کا نام کیوں استعمال کرتے ہو؟ مسلمانوں کو دھوکہ کیوں دیتے ہو؟ خلافتِ راشدہ کس طرح قائم ہو گی جب تک کہ سیاسی قوت آپ کو حاصل نہیں ہوتی۔ صدیقِ اکبر رضؓ کے جانشین بننا چاہتے ہو، عمر فاروق رضؓ کے خلیفہ بننا چاہتے ہو اور سیاست سے نفرت دلاتے ہو۔ خلافتِ راشدہ کا نام لینے والا جو سیاسی آدمی نہ ہو، سیاست سے نفرت دلاتا ہو وہ اغراض کا غلام ہے وہ سیاست سے بالکل الگ تھلگ رہ کر خلافتِ راشدہ کے نام سے مسلمانوں کو دھوکہ دے کر اپنے اغراض کی تکمیل کرنا چاہتا ہے۔ خلافتِ راشدہ اور بغیر سیاسی قوت کے؟ کیسے قائم ہو سکتی ہے۔ بتائیں اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہو سکتا ہے؟

میرے محترم دوستو! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اسلام وہ ہے کہ جس کی تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ حضورؐ کی تعلیم، آپ کے طریقے، آپکی زندگی کے اطوار، یہی دین ہے۔ دینِ اسلام حضورؐ کے طور طریقوں کے سوا کوئی بات نہیں۔ آپؐ کی سنت، آپؐ کے طریقے، آپؐ کی سیرت ہی دین ہے۔ آپ بتائیں کہ جو لوگ یہ چند باتیں اکٹھی کر لیں نماز پڑھ لی، کلمہ پڑھوا لیا اور کہنے لگے کہ بس یہی دینِ اسلام ہے۔ وہ کہاں تک حق بجانب ہیں حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا۔ آپؐ نے مکہ مکرمہ کی تیرہ سالہ زندگی میں ہر مصیبت کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا۔ مدینہ طیبہ میں آپؐ نے حکومت قائم کی۔ آپؐ اس حکومت کے خود سربراہ بنے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ حکومت اسلامی کے قیام کے بغیر اسلام کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے اسلامی حکومت قائم ہو گی تو اسلام آئے گا۔ اس کے بغیر نہیں آئے گا ورنہ سب دھوکے ہیں۔ جو مسلمان بننے کا صحیح راستہ ہے اس کو چھوڑ کر خود ساختہ راستہ اختیار کر کے اپنے آپ کو کامل مسلمان سمجھنا خود فریبی کے سوا کچھ نہیں۔ یہ راستہ بڑا مشکل اور کٹھن ہے۔ اس سے لوگ دشمن ہو جاتے ہیں، پتھر مارتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں۔ اس لیے اس راستے سے الگ تھلگ ہو کر سلامتی کا راستہ اختیار کر کے اپنے آپ کو بڑا مسلمان کہلانا چاہتے ہیں۔ بڑا مسلمان بھی کہلاؤ، سلامتی کا راستہ بھی رہے۔ کوئی کچھ کہے بھی نہیں میں اپنے ساتھیوں سے تحفظ ختم نبوت کے ساتھیوں سے اور بالخصوص حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سے جو بڑے ذہین، فطین اور اپنے مسئلہ میں بڑے مخلص بزرگ تھے انہیں بھی یہ دھوکہ

ہوا تھا کہ سیاست سے ہمارا کوئی تعلق نہیں اور میں ان سے کہتا سیاست سے تعلق رکھے بغیر مسئلہ تحفظ ختم نبوت حل نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ یہ فرما کر جان چھڑا لیتے کہ آپ سیاست میں کام کریں ہم آپ کا بالواسطہ تعاون کریں گے۔ آپ ہمارے سے تعاون کریں۔ اس طریقے سے وہ اپنا بچاؤ کرتے تھے۔ اب وہ نہیں ہیں اللہ تعالیٰ ان کی روح کو اعلیٰ علیین میں بڑا مقام عطا فرمائے وہ آج نہیں ہیں میرا جی چاہتا ہے کہ آج وہ ہوتے اور میں ان سے کہتا کہ یہ مسئلہ حل ہوا ہے اور کہاں حل ہوا۔ اسمبلی کے ایوان میں، سیاست کے ایوان میں سیاست کے بغیر حل نہیں ہوا۔ اسمبلی میں جائے بغیر حل نہیں ہوا۔ میں بہرحال جمعیۃ علماء اسلام کو ضرور مبارکباد دوں گا۔ ہم حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحہ کے ممنون ہیں جنہوں نے جمعیۃ کے پہلے امیر کی حیثیت سے جمعیۃ کو سیاست کی راہ پر لگایا تھا۔

آپ بھی جانتے ہیں کہ مسئلہ ختم نبوت بڑے زوروں کے ساتھ ۱۹۵۳ء میں اٹھا تھا اور لاہور کے شہریوں سے زیادہ کون جانتا ہے؟ لاہور میں ناظم الدین کے زمانہ میں مارشل لاء لگایا گیا تھا اور نوجوانوں نے اپنا خون پیش کیا تھا۔ گریبان کھول کر میدان میں آتے تھے اور سینے پہ گولیاں کھاتے تھے۔ آج اگر لاہور کی سڑکوں کو کھرچا جائے تو یہاں سے شہیدوں کا خون نمودار ہو گا۔

اتنی بڑی قربانی پیش کی کہ ہزاروں آدمی شہید اور لاکھوں آدمیوں نے پسِ دیوارِ زندان اپنی طویل زندگیاں بسر کیں۔ اتنی عظیم قربانی میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے مسلمانوں نے کبھی کسی مسئلہ پہ نہیں دی۔ لیکن ۱۹۵۳ء میں مسئلہ حل کیوں نہ ہو سکا؟ اس لیے بیرونی عظیم جدوجہد کے باوجود اسمبلی میں تمہارا کوئی نمائندہ موجود نہیں تھا۔ وہاں تمہاری بات کرنے کے لیے کوئی موجود نہ تھا۔ ان کی بات ہوتی تھی، تمہاری نہیں ہوتی تھی۔ جب اسمبلی کے ایوان میں جہاں فیصلے ہوتے ہیں وہاں آپ کی نمائندگی نہیں تھی اور یہ اسلام کے نام پر ووٹ لینے والے آپ کے نمائندے بھی آپ کی نمائندگی نہیں کر رہے تھے۔ اس لیے اس عظیم جدوجہد کو ناکام ہونا پڑا۔ اور اب کی دفعہ اتنی قربانی نہیں دی گئی۔ کل اعداد و شمار کے مطابق شہدا کی تعداد تقریباً ۳۲ بنتی ہے اور جیلوں میں جانے والے لوگوں کی تعداد بھی ۵۳ء کی تحریک کے مقابلے میں بہت کم بنتی ہے،

لیکن اس کے باوجود بھی یہ مسئلہ حل ہوا۔ اس لیے کہ اسمبلی میں آپ کی آواز تھی۔ آپ کے مطالبہ پر وہاں لڑائی لڑی گئی۔ بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں اور مجھے بڑا تعجب ہوتا ہے کہ یہ کریڈٹ ذوالفقار علی بھٹو کو جاتا ہے۔ اس نے یہ مسئلہ حل کرایا۔

یہ بات جو کہی جاتی ہے کہ تحریک کا سہرا بھٹو صاحب کے سر ہے۔ میرے خیال میں کوئی صداقت نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ۳۲ آدمی جو شہید ہوئے اور ہزاروں آدمی جیلوں میں گئے اور مختلف مقامات میں پولیس نے جوتوں سمیت داخل ہو کر مسجدوں میں لاٹھی چارج کیا جبکہ انگریز کے دور میں بھی پولیس کو یہ جرأت نہیں ہوئی۔ ظلم ہوا، تشدد ہوا اس تحریک میں، تحریک کے کارکنوں پر تشدد کا سہرا کس کے سر ہے۔ "بھٹو کے سر" (سامعین نے باآوازِ بلند کہا) یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تحریک کے کارکنوں پر تشدد کا سہرا بھی اسی سر ہو اور تحریک کی کامیابی کا سہرا بھی اسی سر پہ ہو۔ یہ دو سہرے ایک سر پہ نہیں باندھے جا سکتے۔ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ ہم نے کیسے منوایا۔ باہر کے لوگ نہیں جانتے۔ ۴ ستمبر کو جبکہ ملک میں تمام اہم مقامات پہ فوجوں کو متعین کر دیا تھا۔ آپ کو (CRUSH) کرنے کے سارے انتظامات ہو چکے تھے اور مجلس عمل کے بڑے بڑے لیڈر کانپ رہے تھے کہ اب کیا ہو گا؟ اگر کل کو قوم کا خون بہایا گیا تو اس کی ذمہ داری کس پہ ہو گی؟ قوم کو اس مقام پہ پہنچانے کے بعد عین موقعہ پہ پسپائی۔ یہ کسی بھی مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ اب پسپائی کا نہیں آگے بڑھنے کا وقت ہے ہم نے گھبراتے ہوئے لوگوں کو تسلیاں دلائیں۔

اس کے بعد جب اسمبلی میں بحث شروع ہوئی تو وہاں پر مسئلہ بالکل صاف ہو گیا۔ مرزائیوں کے دو فرقے ہیں لاہوری اور قادیانی۔ قادیانی فرقے کے سربراہ مرزا ناصر کو ہم نے اسمبلی میں بلایا کہ اسمبلی میں بیٹھو اور مؤقف پیش کرو کہ تمہارا مؤقف کیا ہے؟ تمہارا عقیدہ کیا ہے؟ اس طرح لاہوری جماعت کے سربراہ مولوی صدر الدین کو بھی وہاں پیش کیا گیا کہ تم بھی اپنا مؤقف پیش کرو۔ یہ بات خفیہ سازشوں سے نہیں ہوتی بلکہ کھل کر اپنا مؤقف پیش کرو۔ انہیں ہم نے اسمبلی میں اس لیے بلایا تھا کہ وہ بیان پڑھیں اور ہم ان کے بیان کی روشنی میں ان پر جرح کریں تاکہ مسئلہ صاف ہو جائے۔ درحقیقت اوّل تو ہم اپنے ممبران اسمبلی پر واضح کرنا چاہتے تھے کہ جنہیں اس مسئلہ سے کما حقہٗ واقفیت نہ تھی اور ان کا یہ عجیب عقیدہ بن گیا تھا کہ جو شخص خود کو مسلمان کہے وہ مسلمان ہے تمہیں کیا حق حاصل ہے کہ اسے کافر کہو۔ دوسرا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ بین الاقوامی طور پر اسلام کے نام پر تبلیغ کرتے ہیں اگر ہم نے کوئی فیصلہ ان کے بلائے بغیر کیا تو وہ کہیں گے کہ ہمیں تو صفائی کا موقعہ ہی نہیں دیا۔ اور ہمیں بلائے بغیر ہمارے خلاف فیصلہ کر دیا۔ تو پھر اس فیصلے میں اتنی قوت نہ ہوتی۔ دونوں یکے بعد دیگرے آئے اور اپنا اپنا چھپا ہوا بیان پڑھا ہمیں علیحدہ علیحدہ بھی دیا گیا۔ اس بیان کی روشنی میں ان پر تیرہ روز جرح ہوئی۔ اسمبلی کے روزانہ دو اجلاس ہوتے تھے۔ جب جرح ہوئی تو مسئلہ بالکل واضح ہو گیا۔ ممبران اسمبلی بخوبی سمجھ گئے۔ کیونکہ وہ مسلمان تھے۔ ہم نے مرزا ناصر سے پوچھا کہ مرزا غلام احمد کون تھے۔ کہنے لگے کہ "امتی نبی"۔ کہا گیا کہ امتی نبی سے کیا مراد ہے؟ کہنے لگے کہ ہمارے پیغمبر اسلام کی امت میں سے ایک فرد۔ جب آپؐ کے کامل اتباع سے نبوت کا مقام پا لیتا ہے تو اسکو نبی کہتے ہیں۔

اچھا یہ بتائیے کہ مرزا غلام احمد جو تمہارا نبی ہے وہ کبھی جھوٹ بھی بولتا ہے۔ کہنے لگے کہ بالکل نہیں۔ ہم نے کہا کہ اس کی ہر بات یقینی ہے

کی طرح اور قرآن کی وحی کی طرح ہوتی ہے؟ کہنے لگے کہ بالکل اور ہمارے پاس اس کے حوالے موجود تھے ہم نے مرزا کی تمام کتب اکٹھی کر کے نشانات لگائے ہوئے تھے۔ اگر وہ یہ کہتے کہ وہ کبھی جھوٹ بھی بولتا ہے یا اس کی بات قرآن کی وحی کی طرح صادق نہیں ہے تو ہم اس کی بات پیش کرتے کہ "میری بات قرآن کی وحی کی طرح یقینی ہے"۔ یہ تمام باتیں منوانے کے بعد ہم نے کہا کہ مرزا صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر ایمان نہیں لاتا اگرچہ اس نے میرا نام تک نہ سنا ہو وہ جہنمی ہے، وہ پکا کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اب بتائیں کہ یہ اس نے ٹھیک لکھا ہے تو کہنے لگے کہ یہ بھی ٹھیک لکھا ہے۔ اب جتنے ممبران اسمبلی تھے وہ کہنے لگے کہ ہم بھی اس پہ ایمان نہیں لائے۔ ہم تو ان کو ویسے ہی مسلمان سمجھتے تھے چونکہ مرزا ناصر شیروانی، شلوار اور داڑھی رکھے ہوئے آتا تھا۔ وہ کہتے کہ یہ کافر ہو سکتا ہے؟ اب وہ سمجھ گئے کہ یہ تو ہمیں کافر ہی نہیں پکا کافر کہتا ہے اور جہنمی بھی کہتا ہے۔ اب یا تو ہم کافر ہیں یا یہ۔ اب انہوں نے خیال کیا کہ اب جب کہ ووٹ ہم نے دینا ہے تو ہم اپنے کفر پر ووٹ دیں یا ان کے کفر پہ۔

آخر میں جب جرح مکمل ہو رہی تھی تو حکومت کی طرف سے ہم سے بات ہوئی کہ ہم سے بات کریں کہ آپ نے اس مسئلہ کو کیسے حل کرنا ہے۔ دستور میں ترمیم کرنی ہے۔ کیا کچھ کرنا ہے؟ کیا قانون بنانا ہے؟ کوئی فارمولا پیش کرو۔

چنانچہ اپوزیشن نے جو کہ چھ پارٹیوں پر مشتمل تھی اپنا فارمولا لکھ کر ان کے سامنے پیش کر دیا کہ دستوری ترامیم کر دی جائیں۔ کیا قانون بنانا ہے کوئی فارمولا تو پیش کرو۔ چنانچہ ہم نے اپوزیشن کی طرف چھ پارٹیوں نے ایک ایک آدمی لے کر ایک فارمولا بنا کر پیش کر دیا۔ پہلے بات باقی وزیروں سے ہوئی ہم نے کہا کہ دستور میں دو ترامیم کرو۔ ایک تو یہ کہ دستور میں غیر مسلم کی تعریف کرو کیونکہ مسلمان کی تعریف تو ہم دستور کے شروع میں کرا چکے تھے اب غیر مسلم کی تعریف کرانا تھی جو مشکل تھی غیر مسلم بہت سی باتوں کی وجہ سے بنتا ہے۔ نماز کا منکر غیر مسلم روزے کی فرضیت کا منکر غیر مسلم، قیامت کا منکر غیر مسلم۔ غرض یہ کہ بہت سی وجوہ سے آدمی غیر مسلم بنتا ہے۔ ہم نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے انکار کی بنا پر جو آدمی غیر مسلم ہوتا ہے اس کی تعریف ہونی چاہیے۔ باقی کو چھوڑ دو۔ تعریف ہم نے پیش کر دی۔ ہم نے تعریف بنالی تھی۔ بلکہ ہم نے جب مسلمان کی تعریف پیش کی تھی تو غیر مسلم کی تعریف بھی بنالی تھی اور یہ فخر اپوزیشن کو حاصل ہے۔

جب دستور کی ابتداء میں مسلمان کی تعریف کر رہے تھے تو بھٹو صاحب بھی موجود تھے تو بھٹو صاحب کہنے لگے کہ تم مسلمان کی تعریف کیسے کرو گے؟ ہم نے کہا کہ کر لیں گے۔ کہنے لگے کہ قرآن سے کرو شاید وہ یہ سمجھے کہ قرآن سے کہاں کر سکتے ہیں، کیونکہ قرآن میں مسلمان کی تعریف کہاں؟ ان کی نظر میں ۱۹۵۳ء کی منیر انکواری ہوئی تھی اور پھر اس کی رپورٹ شائع ہوئی تو انہوں نے کہا کہ جتنے مولوی تھے وہ مسلمان کی تعریف نہیں کر سکے۔ ہمیں اس کا بھی اندازہ تھا ہم نے کہا کہ قرآن سے کریں گے۔ وہ بھی سمجھتے تھے کہ ہم مسلمان کی تعریف کرا رہے تھے کہ غیر مسلم یعنی کوئی مرزائی پاکستان کا صدر نہ بنے۔ قادیانیوں کو نکال رہے تھے وہ بھی جان رہے تھے اور ہم بھی سمجھ رہے تھے وہ کہنے لگے کہ ابھی کرو فوراً۔ ہم نے کہا کہ ابھی کرتے ہیں، ہم نے کہا کہ قرآن میں آتا ہے:۔

والذین یؤمنون بما
انزل الیک وما
انزل من قبلک
وبالاخرہ ھم
یوقنون ٥۔

یہاں تک قرآن کی تعریف ہے۔ یہ "ھدی للمتقین" سے مراد بھی مسلمان ہے اور اس نے کہا کہ اس میں تو ختم نبوت نہیں آیا۔ ہم نے کہا آگیا۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ جو قرآن کی آیت پیش کی کہ

والذین یومنون بما انزل الیک
و[illegible]ل من قبلک

ترجمہ:۔ کہ وہ لوگ مسلمان ہیں جو ایمان لاتے ہیں اس وحی پر جو آپ کی طرف نازل کی گئی اے پیغمبر یا آپ سے پہلے نازل کی گئی۔

معلوم ہوا کہ اللہ نے آسمان سے جو وحی نازل کی ہے ہمارے پیغمبر یا اس سے پہلے سب پر ایمان فرض ہے اس کے بغیر آدمی مسلمان نہیں بن سکتا۔ اجماعی ایمان سب پر ضروری ہے۔ ہم نے کہا کہ اگر حضورؐ کے بعد بھی وحی نازل ہوتی تو خدا یوں فرماتے کہ:

والذین یومنون بما انزل
الیک وما انزل من قبلک
وما انزل من بعدک وبا
الاخرۃ ھم یوقنون ٥

لیکن بعد کا ذکر ہی نہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ کے بعد وحی ہے ہی نہیں۔ غرض یہ کہ ہم نے مسلمان کی تعریف بنالی اور انہوں نے مان لی۔

انہوں نے کہا کہ غیر مسلم کی تعریف کیسے کرو گے؟ ہم نے کہا کہ دیکھو:

۱۔ غیر مسلم باعتبار عقیدہ ختم نبوت کے ایک تو وہ ہے۔ جو شخص عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور صلعم کے بعد کسی شخص کو نبوت کسی مفہوم اور کسی   سے مل سکتی ہے وہ غیر مسلم ہے۔

۲۔ جو شخص حضور کے بعد ایسی نبوت کا دعویٰ کرے وہ غیر مسلم۔

۳۔ وہ شخص جو ایسے شخص کو نبی مانیں وہ بھی غیر مسلم۔ اس میں قادیانی آگئے

۴۔ وہ جو ایسے مدعی نبوت کو مذہبی پیشوا یا مصلح مانے وہ بھی غیر مسلم۔ اس میں لاہوری آگئے۔

دوسری بات ہم نے کہی کہ اقلیتوں کو جو صوبائی اسمبلیوں کو سات نشستیں، تین پنجاب میں دو سندھ میں ایک سرحد میں اور ایک بلوچستان میں۔ لکھا ہے ان فرقوں کو متعین کریں۔ ہندو،

سکھ، عیسائی، پارسی، بدھسٹ، شیڈول کاسٹ

ہم نے کہا کہ اس سے پہلے مرزائی کا لفظ بڑھا دو اور بریکٹ میں لکھو کہ قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ۔ انہوں نے کہا کہ وہ مرزائی نہیں کہلاتے کیونکہ انہوں نے اپنے لٹریچر میں یہ لفظ کہیں استعمال نہیں کیا۔ لہذا بعد میں وہ کہیں گے ہم تو مرزائی نہیں تو ہم نے کہا کہ پھر ایسا کریں کہ یہ لکھو :-

یعنی میرزا غلام احمد کے پیروکار" یہ فرقہ کا نام ہو اور بریکٹ میں دونوں گروپوں کے نام قادیانی - لاہوری نام ہو گئے۔ وہ کہنے لگے کہ دستور میں تو کسی شخص کا نام نہیں ہوتا۔ ہم نے کہا کہ دستور کے دیباچے میں قائد اعظم محمد علی جناح کا نام ہے اور پھر دستور کے دیباچے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ تو یہ کوئی بات نہیں۔ ضرورت کے تحت استعمال کیا جا سکتا ہے۔

پیرزادہ کہنے لگے کہ مفتی صاحب! دیکھو! کہ مرزا غلام احمد کا نام لکھ کر آئین کو کیوں پلید کرتے ہو۔ وہ میرے جذبات کو اپیل کر رہا تھا ہم نے کہا کہ ہم جذبات میں نہیں آتے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن پاک میں ابلیس اور شیطان کے نام بھی ہیں اور جب قرآنِ پاک ابلیس اور فرعون کے نام آنے کے باوجود قرآن متبرک اور پاک کتاب ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی پاک کتاب نہیں تو پھر پاکستان کا آئین بھی مرزا غلام احمد کے نام سے ناپاک نہیں ہوتا لیکن وہ اس کے لیے تیار نہیں۔ پھر وہ کہنے لگے کہ ان کو احمدی لکھ دو بریکٹ میں قادیانی اور لاہوری لکھ دو۔ لیکن ہم نے کہا کہ ہم ان کو احمدی نہیں مانتے، بلکہ احمدی تو ہم ہیں قرآن پاک میں آیا ہے کہ حضورؐ کا نام ہے :

و مبشر برسول یاتی من
بعدی اسمہ احمد

ہم ایسا نہیں مان سکتے۔ پھر کہنے لگے کہ اچھا یوں لکھ دو کہ جو اپنے کو احمدی کہلاتے ہیں، ہم تو نہیں کہتے بلکہ وہ جو کہتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ وہ کہلاتے ہوں یا نہ کہلاتے ہوں بہر حال ہم ان کو دستور میں احمدی قرار نہیں دیں گے پھر ان کا موقف بن جائے گا۔ ہمارے چھ ساتھی کہنے لگے کہ اس میں کیا حرج ہے؟ مفتی صاحب؟ آپ کیوں لڑ رہے ہیں؟ میں نے کہا یہ حق ان کو نہیں دینا۔

میں اپنے ساتھیوں کو علیحدہ کمرے میں لے جا کر بات کی اور بتایا کہ اگر ان کو احمدی لکھ دیں تو وہ مستقل احمدی ہو جائیں گے۔ میں نے کہا کہ بریکٹ متن کی شرح ہوتی ہے آئین کا حصہ نہیں۔ اس لیے اس کو الٹ کر دیتے ہیں، ہم ان کو مرزائی بھی کہتے ہیں اور قادیانی بھی کہتے ہیں۔

اچھوت کے بعد لکھو کہ قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ۔ پھر بریکٹ میں یوں لکھو! کہ جو اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں۔ کیونکہ پھر یہ دستور کا حصہ نہیں بنتا۔ پھر ہم نے یہ تجویز ان کو دی تو انہوں نے مان لی۔ پھر بھٹو صاحب سے بات کی۔ وہ کہنے لگے کہ :

> "دو کام کیوں کرتے ہو یا تو ان کو غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ اچھوتوں کے ساتھ رکھو یا پھر غیر مسلم کی تعریف نہ کرو۔ ایک کام کرو۔"

میں نے کہا کہ غیر مسلم کی تعریف اس لیے ہم کرتے ہیں کہ مرزائی تو غیر مسلم ہو گئے ہیں لیکن یہاں تو نبی ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اگر کل کو کوئی اور نبی پیدا ہو تو اس کا کیا کریں گے؟ کیا پھر تحریک شروع کریں گے؟ لہذا قاعدہ طے کرو، ختم کرو۔

کہنے لگے :

> "غیر مسلم کی تعریف کر لو، مرزائیوں کو ساتویں فرقے میں شامل نہ کرو۔"

ہم نے کہا : یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ، مسلمانوں کا اس وقت مطالبہ صرف غیر مسلم کی تعریف کرنا نہیں، بلکہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا ہے۔ لہذا صرف تعریف سے بات نہیں بنتی۔

اب بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اس پر عمل نہیں ہوا۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس پر خاطر خواہ عمل نہیں ہو رہا، لیکن بھٹو ہمیشہ نہیں رہے گا جب کہ دستور تو انشاءاللہ ضرور رہے گا۔ اور بھٹو چلا جائے گا۔ اس کے بعد جو آدمی آئے گا مرد، اس پر عمل کرائے گا۔

اور یہ نہیں کہ عمل نہیں ہوا، بلکہ فائدہ آپکو پہونچ گیا۔ آپ کی پارلیمنٹ کے فیصلہ کی دنیا کے دوسرے ممالک میں اسی کی صدا گونج رہی ہے اور آپ کی دیکھا دیکھی دوسرے ممالک نے ان کو غیر مسلم قرار دے دیا۔

اور آپ کو معلوم ہو گا کہ شناختی کارڈ کے اب جو فارم چھپے ہیں اس میں مذہب کا خانہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی یہ لکھے مسلمان تو اس کو تصدیق کرانا پڑتا ہے (مجسٹریٹ سے) کہ میں حضرت محمد صلعم کے بعد کسی شخص کے لیے بھی کسی مفہوم اور تصور کے ساتھ نبوت کا قائل نہیں۔ اور نہ کسی مدعی نبوت کو نبی مانتا ہوں اور نہ مذہبی پیشوا، اور نہ ہی قادیانی گروپ سے ہوں اور نہ لاہوری گروپ سے، اور نہ میں اپنے آپ کو احمدی کہلاتا ہوں۔ اگر کوئی منافقت سے دستخط کرتا ہے تو دل کے حالات تو اللہ جانتا ہے، لیکن مسئلہ تو حل ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا مدعی اور اس کا پیرو مسلمان نہیں ہو سکتا، قیامت تک کے لیے اس مسئلہ سے آپ فارغ ہو گئے۔

بات طے ہو گئی۔ بڑا مسئلہ حل ہوا۔ یہ مسئلہ حل کیوں ہوا؟ اس لیے کہ آپ کے نمائندے اندر موجود تھے۔ باہر کی تحریک ضرور مفید اور معاون ثابت ہوئی اگر باہر تحریک نہ ہوتی تو شاید اندر بھی کام نہ ہوتا، لیکن اگر اندر تمہارا کوئی آدمی نہ ہوتا تو ۵۳ء کی تحریک جیسے ناکام ہوئی عظیم تحریک یہ اس سے بھی جلدی ناکام ہو جاتی۔ اس لیے یہ کہنا کہ ملک کی سیاسیات سے ہمارا کوئی تعلق نہیں یہ ایک خیال خام ہے اور جو یہ کہتا ہے اسے پھر اسلامی نظام سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ سلامی

طلباء کی دُنیا

رپورٹنگ : محمد فاروق قریشی

صوبائی نظماء نشریات کی خدمت میں

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے یوم تاسیس تا امروز، پانچ سالہ مکمل کارکردگی پر مشتمل جائزہ رپورٹ تیار کرنے کے لیے مرکزی شعبہ نشریات نے مرکزی مجلس عمومی کے اجلاس منعقدہ جنوری ۱۹۷۵ء میں آٹھ سوالوں پر مشتمل ایک خاکہ پیش کیا تھا جس کو ہر سطح کی جماعت کے ناظم نشریات نے پُر کر کے اپنے صوبائی ناظم نشریات کو مارچ ۱۹۷۵ء کے دوسرے عشرہ تک بھیجنا تھا۔ ازاں بعد صوبائی نظماء نشریات نے صوبائی کارکردگی کا مجموعی جائزہ مرتب کر کے مرکزی شعبہ نشریات کو اپریل ۱۹۷۵ء کے اواخر تک ارسال کرنا تھا مگر سے اے بسا آرزو کہ خاک شد۔

اس دن سے آج تک چھ ماہ کا طویل عرصہ بیت چکا ہے مگر افسوس کہ احباب نے اس کی اہمیت کا احساس نہ کیا لہٰذا ایک بار پھر اپنے رفقاء کرام صوبائی نظماء نشریات سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس منصوبے کی اہمیت کے پیش نظر فوری طور پر عمل درآمد شروع کر دیں اور زیادہ سے زیادہ یکم ستمبر ۱۹۷۵ء تک صوبائی کارکردگی کا مکمل جائزہ ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔

بندۂ وصیف : محمد فاروق قریشی

ناظم نشریات جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان

حادثہ مری پر اظہارِ افسوس اور قرآن خوانی

گزشتہ دنوں حادثہ مری میں ہلاک ہونے والے حیدرآباد کے طلباء کے ایصال ثواب کے لیے جمعیۃ طلباء اسلام حیدرآباد اور ٹنڈو الہ یار نے محافلِ قرآن خوانی کا انعقاد کیا جن میں مرحومین کے لیے دعاءِ مغفرت کی گئی۔ اس کے علاوہ جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم جناب بشیر احمد قریشی ناظم نشریات محمد اسلم شیخ اور جمعیۃ خدام الاسلام حیدرآباد کے دوستوں نے مرحومین کے وارثان سے اظہار ہمدردی کی اور اس حادثہ فاجعہ کو قوم کے لیے ایک عظیم نقصان قرار دیا۔

شمولیت

گزشتہ ہفتہ جمعیۃ طلباء اسلام کہروڑ کے اجلاس میں اسلامی جمعیۃ طلباء کے جناب شاہد حفیظ جناب سعید قمر، جناب شاہد ظفر جناب محمد سرور اور ان کے دیگر دس دوستوں نے جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا اور کہا کہ علماء حق کی رہنمائی کے بغیر اسلامی نظام کے نفاذ کا دعویٰ محض دھوکہ ہے لہٰذا ہم جمعیۃ طلباء اسلام کے پلیٹ فارم سے علماء حق کی راہنمائی میں منزلِ اسلام کی طرف جد وجہد جاری رکھیں گے۔

دفتر کا افتتاح

پچھلے دنوں جمعیۃ طلباء اسلام کندیاں کے دفتر کا افتتاح ہوا افتتاحی تقریب جس میں شہر کے بیشتر طلباء شریک تھے۔ فاضل نوجوان مولانا محمد لقمان صاحب علی پوری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت مدنیؒ کی کوششیں آج جمعیۃ طلباء اسلام کی صورت میں برآمد ہوئی ہیں۔ انہوں نے جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکنوں کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔ اجلاس میں جمعیۃ کندیاں کے صدر جناب ملک محمد حامد نے بھی طلباء سے خطاب کیا۔

تنظیمی دورے

گزشتہ ہفتہ پنجاب کے صدر جناب رانا شمشاد علی خان نے کندیاں کا دورہ کرتے ہوئے دفتری ریکارڈ کا جائزہ لیا۔ ریکارڈ کے صحیح ہونے پر کارکنوں کو مبارکباد اور مختلف ہدایات دیں۔

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے نائب صدر جناب عبد السمیع نے گھوٹکی کا تفصیلی دورہ کیا۔ جماعتی احباب اور دیگر طلباء سے ملاقات کے علاوہ مختلف اجتماعات سے خطاب بھی کیا صوبائی نائب صدر کے ہمراہ مقامی ناظم عمومی جناب اللہ ڈنو بھی رہے۔ جمعیۃ طلباء اسلام ضلع لائل پور کے صدر جناب محمد مقصود نائب صدر جناب اختر حسین لشکری اور ناظم عمومی جناب علاؤالدین چودھری نے ضلعی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے ضلع کا تفصیلی دورہ کیا۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ گوجرہ کمالیہ، سمندری، پنڈی، جڑانوالہ، چک جھمرہ اور مخدوم انوالہ میں طلباء کے مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ طلباء اسلام کے پروگرام کی وضاحت کی اجتماعات کے اختتام پر بیشتر طلباء نے جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان بھی کیا۔

مرکزی سرپرست مولانا سعید احمد صاحب رائپوری اور ناظم عمومی جناب سید مطلوب علی زیدی اپنے دورہ سندھ

کے دوران جب نواب شاہ پہنچے تو مقامی جماعت نے ایک تربیتی کنونشن کا پروگرام ترتیب دیا جس میں ہر دو حضرات نے طلباء کی ذہن سازی کی اور بعد ازاں سندھ یونیورسٹی آف انجنیئرنگ کالج نواب شاہ کے طلباء کے اجتماع سے خطاب کیا

ہفتہ وار اجتماع

جمعیۃ طلباءِ اسلام بستی عطارانی ضلع جھنگ کا ہفتہ وار اجتماع بلاناغہ ہر اتوار کو بعد نماز عصر منعقد ہوتا ہے۔ گزشتہ دنوں ہفتہ وار اجتماع سے پنجاب جمعیۃ کے ناظم جناب محمد اقبال شروانی نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم علماء حق کی راہنمائی میں مادر وطن میں فقط اسلامی انقلاب لانے کے لیے سرگرداں ہیں اور طلباء اس عظیم مقصد کی خاطر کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ ان کے علاوہ جناب حافظ سعید احمد صاحب اسعد نے بھی تقریر کی۔ پروگرام سے متاثر ہو کر گورنمنٹ ڈگری کالج جھنگ کے مشہور طلباء جناب شوکت علی مرزا (جو پہلے P.S.F سے متعلق تھے) جناب خالد محمود بھٹی اور ملک خالد محمود نے اپنے دیگر ساتھیوں سمیت جمعیۃ طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا

۲- جمعیۃ طلباءِ اسلام پیر جو گوٹھ کا ہفتہ وار اجلاس بصدارت مولانا عبدالرؤف صاحب منعقد ہوا جس میں جناب کلیم اللہ شاہ، ظہیر الدین میمن، رجب الدین اور محمد عبداللہ نے مختلف موضوعات پر خطاب کیا۔ آخر میں سامعین نے عہد کیا کہ ہم انشاء اللہ جمعیۃ کا پیغام دوسرے طلباء تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔ بعد ازاں مولانا عبدالرؤف صاحب نے طلباء کو ہدایات دیں۔

مبارکباد

گورنمنٹ نیو ماڈل ہائی سکول غلام محمد آباد لائل پور کے بزم ادب کے انتخابات میں جمعیۃ طلباءِ اسلام کا پورا پینل کامیاب ہو گیا جناب محمد علی صدر جناب طارق محمود نائب صدر اور جناب غلام محی الدین جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ لائل پور شہر کے صدر جناب محمود احمد اور ضلعی صدر محمد مقصود اور دیگر ساتھیوں نے نو منتخب حضرات کو مبارکباد دی۔

جمعیۃ طلباءِ اسلام لائل پور کے وہ کارکن جنہوں نے میٹرک کا امتحان دیا تھا بحمد اللہ فرسٹ ڈویژن میں پاس ہو گئے۔

نیو ماڈل ہائی سکول غلام محمد آباد کے ناظم نشریات نے ۶۵۴ نمبر حاصل کر کے اپنے سکول میں تھرڈ پوزیشن حاصل کی۔ جمعیۃ طلباء اسلام لائل پور کے راہنماؤں جناب محمد مقصود، محمود احمد، عبدالخالق علاؤالدین چودھری اور ڈاکٹر محمد حنیف عارف نے کامیاب طلباء کو مبارکباد دیتے ہوئے امید ظاہر کی ہے کہ وہ آئندہ بھی اسی عزم کے ساتھ اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔

انتخابات

میانوالی (شہر)

صدر : جناب محمد اسلم
نائب صدر : 〃 خان محمد
ناظم عمومی : 〃 محمد شفاء اللہ خاں
ناظم : 〃 محمد اقبال حسین
ناظم مالیات : 〃 محمد فاروق ملک
ناظم نشریات : 〃 ملک محمد یوسف

گجرات (ضلع مظفر گڑھ)

صدر : جناب خورشید اکبر نعیم
نائب صدر : 〃 حافظ عبدالمجید
ناظم عمومی : 〃 محمد اشتیاق
ناظم : 〃 مسعود اختر
ناظم مالیات : 〃 محمد اسلم

تھانہ قریشی (ضلع مظفر گڑھ)

صدر : جناب غلام فرید
نائب صدر : 〃 محمد اکبر
ناظم عمومی : 〃 اللہ بخش
ناظم : 〃 اللہ وسایا
ناظم مالیات : 〃 عطاء اللہ
ناظم نشریات : 〃 عبدالحفیظ

حلقہ تعلیم القرآن (راولپنڈی)

صدر : جناب حبیب الرحمان
ناظم عمومی : 〃 نجم الدین
ناظم : 〃 محمد اشرف
ناظم مالیات : 〃 بدیع الزمان
ناظم نشریات : 〃 محمد اشرف

جامعہ اسلامیہ (صدر راولپنڈی)

صدر : جناب راشد محمود
نائب صدر : 〃 محمد زریں
ناظم عمومی : 〃 محمد عبدالمجید صابر
ناظم : 〃 عبدالعزیز
ناظم مالیات : 〃 محمد اسحاق
ناظم نشریات : 〃 عبدالحمید

ضروری اطلاع

"عزم" نمبر ۶ اور ۷ اکٹھے شائع ہونگے جن کی قیمت ایک روپیہ ہو گی۔

پیغاماتِ تعزیت

حضرت مولانا میر کہ شاہ صاحبؒ آف فورٹ سنڈیمن (ضلعی امیر جمعیۃ علماء اسلام) اور جمعیۃ خدام الاسلام پاکستان کے صدر جناب نور محمد صاحب راجپوت (آف حیدر آباد) کی والدہ محترمہ پچھلے دنوں اچانک انتقال کر گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جمعیۃ طلباء اسلام کے تمام احباب بالخصوص مرکزی صدر جنابِ محمد اسلوب، قریشی و ناظم عمومی جناب سیّد مطلوب علی زیدی نے ہر دو حضرات کے لیے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائیں آمین

قمر ہاشمی

جمعیۃ علماء اسلام کی سرگرمیاں

قاری نورالحق ایڈووکیٹ کا دورہ

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم انتخابات جناب قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ اور ناظم نشر و اشاعت مولانا زاہد الراشدی مندرجہ ذیل مقامات کا دورہ کریں گے اور ۱۔ نئی رکن سازی ۲۔ شعبہ نشر و اشاعت ۳۔ نظام شریعۃ کنونشن اور دیگر تنظیمی امور کے سلسلے میں صوبائی وضلعی جماعتوں کی کارکردگی کا جائزہ لیں گے۔ اور آیندہ پروگرام کے بارے میں انہیں آگاہ کریں گے۔

۳ راگست اتوار۔ لائل پور کنونشن میں شرکت

۴ راگست پیر۔ صبح ۹ بجے اجلاس نظمار انتخابات لاہور ڈویژن بمقام گوجرانوالہ

۲ بجے اجلاس نظمار انتخابات راولپنڈی ڈویژن۔ بمقام جہلم۔ رات ٹیکسلا۔

۵ راگست منگل صبح ۹ بجے اجلاس نظمار انتخابات و نشر و اشاعت صوبہ سرحد بمقام پشاور۔

سالار اعلیٰ کا دورہ پنجاب

سالار اعلیٰ انصار الاسلام پنجاب جناب خواجہ عبدالرؤف مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق صوبہ کے مختلف حصوں کا دورہ کریں گے۔ اور انصار الاسلام کی تنظیم نو نیز نظام شریعت کنونشن کی تیاریوں کے سلسلہ میں ضلعی شاخوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لیں گے۔

۲۸ جولائی بہاولپور ۲۹ جولائی بہاولنگر

۳ راگست صبح ۹ بجے لائل پور، ۳ بجے لاہور

۴ راگست ساہیوال۔ ۱۶ راگست گجرات

۱۷ راگست جہلم، ۱۸ راگست راولپنڈی۔

۱۹ راگست۔ کیمبل پور، ۲۰ راگست میانوالی۔

مقامی جمعیتوں سے گذارش ہے کہ اس موقع پر ان مقامات میں ضلعی جمعیۃ کی مجلس عاملہ اور ابتدائی شاخوں کے امراء، نظمار عمومی۔ اور سالاروں کے اجلاس طلب کیے جائیں۔

نیز خواجہ عبدالرؤف، سالار اعظم حاجی کرامت اللہ کی ہدایت پر ۹ راگست کو سکھر ۱۰ راگست کو حیدر آباد اور ۱۱، ۱۲ راگست کو کراچی کے اجتماعات میں بھی شریک ہوں گے۔

نگران کمیٹی کا اجلاس

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت اور ترجمان اسلام کے لیے مجلس شوریٰ کی مقرر کردہ نگران کمیٹی کا اجلاس ۶ راگست بروز بدھ ۲ بجے دن بمقام مرکزی دفتر لاہور منعقد ہوگا جس میں سہ ماہی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے گا۔

انصار الاسلام کی کارکردگی کا جائزہ

سالار اعلیٰ انصار الاسلام پنجاب خواجہ عبدالرؤف نے لاہور ڈویژن کا دورہ مکمل کرلیا ہے۔ آپ نے ۱۹ جولائی کو لاہور میں جمعیۃ کے اجلاس میں شمولیت کی اور انصار الاسلام کی اہمیت و افادیت پر زور دیتے ہوئے ہدایت کی کہ ضلع لاہور میں انصار الاسلام کی تنظیم کا کام تیز تر کر دیا جائے۔

۲۰ جولائی کو جامع مسجد نور گوجرانوالہ میں انصار الاسلام کا اجلاس سالار شہر خان محمد قاسم خان کی زیر صدارت ہوا۔ جس میں سالار اعلیٰ پنجاب خواجہ عبدالرؤف نے انصار الاسلام کی تنظیم نو اور نظام شریعت کنونشن کے بارے میں رضا کاروں کو ہدایات دیں۔ بعد میں رضا کاروں نے سالار اعلیٰ کو سلامی دی۔

۲۱ جولائی کو خواجہ صاحب نے سیالکوٹ میں امیر شہر پیر محمد بشیر صاحب۔ ناظم اعلیٰ ضلع جناب حکیم محمد اسماعیل قاسمی اور ڈسکہ میں امیر ضلع مولانا محمد فیروز خان سے متعلقہ امور پر بات چیت کی۔

۳۱ جولائی کو شیخوپورہ میں مجلس عاملہ کے اجلاس میں خواجہ عبدالرؤف نے شرکت کی اور انصار الاسلام و نظام شریعت کنونشن کے علاوہ سیلاب زدگان کی امداد کے سلسلہ میں بھی کارکنوں کو توجہ دلائی۔ اس موقع پر سیلاب زدگان کی امداد کے لیے کیمپ لگانے اور اس کام کے لیے خصوصی کمیٹیاں قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

ناظم نشر و اشاعت کا دورہ بہاولپور و ملتان

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم نشر واشاعت مولانا زاہدالراشدی نے ۲۲ رجولائی کو بہاول پور کا دورہ کیا۔ اس موقع پر دفتر جمعیۃ میں کارکنوں کا ایک خصوصی اجلاس امیر ضلع خان غلام سرور خان کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں راشدی صاحب نے شعبہ نشر واشاعت اور نظام شریعت کنونشن کے پروگرام سے احباب کو آگاہ کیا۔ اس موقع پر ۱ ناظم نشر واشاعت جناب عبدالمجید صاحب ۲ امیر شہر جناب محمد لٰسین صاحب ۳ حاجی سیف الرحمٰن صاحب اور ۴ ڈاکٹر رشید احمد یزدانی پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی جو مرکزی شعبہ نشر واشاعت کی نگرانی میں بہاول پور کے اخبارات سے رابطہ قائم کرے گی۔

۲۳ رجولائی کو دفتر جمعیۃ ملتان میں ملتان ڈویژن کے جماعتی احباب کا ایک بھرپور اجلاس منعقد ہوا جس میں مرکزی ناظم انتخابات مولانا مولانا قاری نورالحق صاحب قریشی ایڈووکیٹ۔ مرکزی ناظم نشر واشاعت مولانا زاہدالراشدی۔ سالار اعلیٰ پنجاب خواجہ عبدالرؤف، مولانا سید امیر حسین شاہ اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔ اس موقع پر شعبہ نشر واشاعت کے سلسلہ میں متعدد تجاویز پر تفصیلی گفتگو ہوئی اور ملتان کے اخبارات سے رابطہ کے لیے شیخ محمد یعقوب صاحب کی سرکردگی میں کمیٹی قائم کی گئی۔

نئی رکن سازی کے بارے میں

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی جنرل کونسل کے فیصلہ کے مطابق آیندہ سہ سالہ مدت کے لیے جمعیۃ علماء اسلام کی رکن سازی اور انتخابات کا کام یکم رجب المرجب کو شروع ہونا تھا۔ لیکن بعض انتظامی دشواریوں کے باعث یہ سلسلہ بروقت شروع نہیں ہوسکا اور مرکزی ناظم انتخابات جناب قاری نورالحق صاحب قریشی ایڈووکیٹ کی ہدایت کے مطابق یکم شعبان المعظم کو اس مہم کا آغاز ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

قاری صاحب نے اپنی معاونت کے لیے صوبہ بلوچستان میں جناب حاجی محمد زمان خان اچکزئی کو صوبائی ناظم انتخابات مقرر کیا ہے سندھ اور سرحد کے صوبائی نظماء انتخابات کا تقرر جلد کر دیا جائے گا اور پنجاب میں صوبائی ناظم انتخابات کی حیثیت سے قاری نورالحق صاحب خود ہی فرائض سرانجام دیں گے۔

قاری صاحب نے پنجاب کے مختلف حلقوں کے لیے مندرجہ ذیل نظماء انتخابات کی تقرری کا اعلان کیا ہے۔

بہاول پور ڈویژن سید عبدالستار شاہ صاحب صمدانی۔ خیرپور ٹامیوالی۔

برائے ملتان ڈویژن۔ قریشی محمد شریف صاحب خانیوال۔ ضلع ملتان۔

برائے لاہور شہر۔ مولانا سعیدالرحمٰن صاحب علوی۔ لاہور

برائے لاہور ڈویژن ماسوائے لاہور شہر مولانا محمد فیروز خان، ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔

برائے سرگودھا ڈویژن۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب بھکر ضلع میانوالی۔

برائے راولپنڈی شہر واسلام آباد۔ مولانا محمد رمضان علوی۔ راولپنڈی۔

برائے راولپنڈی ڈویژن ماسوائے پنڈی شہر واسلام آباد۔ مولانا محمد اکرم کھیوڑہ ضلع جہلم۔

ترجمان کے اسی شمارہ میں قاری نورالحق صاحب قریشی اور مولانا زاہدالراشدی کے ملک گیر دورہ کا پروگرام شائع ہو رہا ہے۔ قاری صاحب اس دورہ میں رکن سازی کی کاپیاں خود نظماء انتخابات میں تقسیم کریں گے۔ اور نظماء انتخابات کو رکن سازی اور ابتدائی انتخابات کے سلسلہ میں ضروری تفصیلات وہدایات سے آگاہ کریں گے۔

مرکزی شعبہ نشر واشاعت کی طرف سے رکن سازی کے موقع پر تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد عوام کو توجہ دلانے کے لیے اشتہارات شائع کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ اس سلسلے کا پہلا اشتہار «علماء حق کا عظیم کاروان» شائع ہو چکا ہے۔ جو فی سینکڑہ کے حساب سے ضلعی جمعیتوں کو مہیا کیا جائے گا۔

نیز رکن سازی کی کاپیاں بھی طبع ہو چکی ہیں ۱۰۰ فارم کی کاپی پر ۱۰ روپے اور پچاس فارم کی کاپی پر ۵ روپے پیشگی وصول کیے جائیں گے اور یہ رقم بعد میں رکن سازی کی فیس سے وضع کر لی جائے گی۔ تمام ضلعی جمعیتیں اپنے اپنے حلقوں کے نظماء انتخابات کو فارم رکنیت اور اشتہار کی مطلوبہ تعداد سے آگاہ کر دیں۔

تمام شاخیں رکن سازی وجماعتی انتخابات سے متعلقہ تمام امور کے سلسلہ میں اپنے حلقوں کے نظماء انتخابات سے رابطہ قائم کریں۔ اور شکایات کی صورت میں مرکزی ناظم انتخابات سے رجوع کریں۔

جمعیت علماء اسلام

صادق آباد کے امیر وفات پاگئے!

گذشتہ روز مورخہ ۷/۷/۵ کو جمعیت علماء اسلام صادق آباد کے امیر میر سید عبدالرحیم صاحب بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم کافی عرصہ سے ذیابیطس کے مرض کا شکار تھے۔

مولانا غلام ربانی سینیئر نائب امیر جمعیۃ علماء صوبہ پنجاب

مولانا غلام مصطفیٰ چوہدری جنرل سیکرٹری ضلعی جمعیۃ۔

مولانا قاری حماد اللہ شفیق جنرل سیکرٹری متحدہ جمہوری محاذ رحیم یارخان، مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا عبدالصبور ڈاہر نے موصوف کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل وزیر آباد کے زیر اہتمام ایک روزہ تبلیغی کنونشن ۱۶؍جولائی بروز بدھ مدنی مسجد الہ آباد میں منعقد ہوا۔ پہلی نشست صبح گیارہ بجے مولانا حکیم محمد فاضل کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ جس سے مولانا زاہد الراشدی اور مولانا گل محمد توحیدی نے خطاب کیا اور مولانا زاہد الراشدی نے حاضرین کے سوالات کا جواب دیا۔

دوسری نشست بعد نماز ظہر مولانا محمد اسحاق کٹھانہ تحصیل علی پور چٹھہ کی زیر صدارت ہوئی جس سے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان اور مولانا مفتی رشید احمد ساروکی نے خطاب کیا۔ بعد نماز مغرب تنظیمی اجلاس ہوا جس کی صدارت علی پور کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب مولانا محمد اقبال نعمانی نے کی۔ اور اس میں تحصیل کی سطح پر جمعیۃ کی تنظیمی صورتِ حال کا جائزہ لینے کے بعد طے کیا گیا کہ آئندہ رکن سازی اور ملک گیر انتخابات کے لیے مندرجہ ذیل علاقائی نظماء نگرانی کا کام کریں گے۔

برائے شہر وزیر آباد : ڈاکٹر محمد نسیم صاحب، وزیر آباد
برائے حلقہ تھانہ صدر وزیر آباد : قاری محمد نواز صاحب الہ آباد
" " " احمد نگر : مفتی رشید احمد ارشد، ساروکی
" " " علی پور چٹھہ : مولانا محمد اقبال نعمانی، علی پور چٹھہ

بعد نماز عشاء مدنی جامع مسجد میں جلسہ عام زیر صدارت چوہدری محمد یوسف صاحب امیر جمعیۃ الہ آباد منعقد ہوا جس سے مولانا زاہد الراشدی، مولانا سعید الرحمن علوی مدیر خدام الدین لاہور، مولانا مفتی رشید احمد ارشد، مولانا گل محمد توحیدی اور عبد الخالق خان بشیر نے خطاب کیا۔ جلسۂ عام میں ایک قرارداد کے ذریعہ مولانا محمد عبد اللہ لدھیانوی اور مولانا منظور احمد چنیوٹی کی والدہ ماجدہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ دوسری قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ملک میں اسلامی قوانین نافذ کیے جائیں۔

ضلعی راہنماؤں کا دورہ

منڈی فورٹ عباس

جمعیۃ علماء اسلام فورٹ عباس کا اجلاس مدرسہ عربیہ سراج العلوم میں منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے کیا گیا۔ صدارت مولانا محمد یوسف صاحب امیر ضلع بہاولنگر نے کی۔ بعد ازاں مولانا محمد یوسف صاحب نے جماعتی کارکنوں پر زور دیا کہ وہ اسلام کی سربلندی اور نظامِ شریعت کے نفاذ کے لیے اپنی جدوجہد تیز کر دیں۔ اجلاس سے حاجی محمد یوسف صاحب و حاجی محمد یٰسین صاحب نے بھی خطاب کیا۔

سانحۂ ارتحال

حلقۂ علماء اور بزرگان دین اس افسوسناک خبر کو بڑے غم اور حزن کے ساتھ سنیں گے کہ صوبہ سرحد کے بزرگ راہنما حضرت سید علی شاہ، المعروف خلیفہ صاحب آف کٹڑ خیل دارِ فانی سے دارِ بقا کو رحلت فرما گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

مدرسہ عربیہ مخزن العلوم

خان پور میں

ترجمان قرآن پاک ۲۰ رجب سے شروع ہوگا اور شعبان تک رہے گا

حضرت درخواستی مدظلہ ضرورت جہاد اصول جہاد کے عنوان سے رمضان شریف میں پڑھائیں گے. شیخ الحدیث مولانا محمد ابراہیم صاحب فوز الکبیر ۲۰ رجب سے ۱۰ شعبان تک پڑھائیں گے. مولانا محمد امیر صاحب ضرورتِ تبلیغ اور اصول تبلیغ کے عنوان سے رمضان شریف میں پڑھائیں گے۔ مولانا شفیق الرحمن صاحب رد مرزائیت اور رد عیسائیت پر رمضان میں پڑھائیں گے۔

بقیہ : اداریہ

لاقانونیت کو ختم کریں۔ سب سے پہلے انگریزی دور کی سب سے بڑی لعنت دفعہ ۱۴۴ کو ختم کریں امن و امان قائم کریں۔ اپوزیشن کی رابطہ عوام مہم میں سیکورٹی فورس اور پولیس کے ذریعہ روڑے اٹکانا بند کر دیں اور آزادی تحریر و تقریر کا بنیادی حق بحال کریں۔

اگر وزیر اعلیٰ محترم پہلے مرحلے میں ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو ان کا یہ اقدام نہ صرف ملک و قوم کے لیے مفید ثابت ہوگا بلکہ ان کے اپنے لیے بھی۔

بقیہ : قائد جمعیۃ کا خطاب

نظام کا قیام خلافت راشدہ کا نظام، اسلامی حکومت کا قیام یہ تمام سیاسیات سے الگ تھلگ رہ کر حاصل نہیں ہو سکتے۔

ہم حدیث کا درس دیتے رہتے تھے. سارا دن (قال اللہ وقال الرسول) کا ورد ہوتا تھا. جب یہ مسئلہ حل ہوا تو پھر ہم سمجھ گئے کہ ہزار دفعہ بخاری شریف کا درس دینا ایک طرف اور یہ ایک مسئلہ حل کرانا ایک طرف۔ تو یہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔ اگر ہماری نیتیں درست ہوں اور اگر ہم استقامت کے ساتھ چلیں اور ہم کسی بھی ظالم کے سامنے سر نہ جھکائیں اور ہم کسی باطل کے ساتھ صلح نہ کریں۔ جب وہ مسئلہ صاف ہے تو ایسی سیاست پر لعنت بھیجو جو باطل کے ساتھ صلح کرے۔ جو سیاست باطل کا آلۂ کار بنتی ہے اس پر خدا کی لعنت:

وترکنوا الی الذین ظلموا
فتمسکم النار.

قرآن کریم کا واضح ارشاد ہے کہ ظالموں کی طرف جھکاؤ مت کرو، ورنہ پھر تمہیں دوزخ کی آگ چھوئے گی۔

فون: ٦٧٧١٥ | ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ٧١٣٢

اپیل

جمعیۃ علماء اسلام

مملکت پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کی ترویج، نظام ہائے باطل کی تردید، فرق باطلہ کے مقابلے، فرنگی تہذیب کے قلع قمع اور اعلاء کلمۃ الحق عند سلطان جائر کے مقدس فریضہ کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف و منہمک ہے

جمعیۃ سے وابستہ و منسلک ہزاروں علماء و مشائخ اور لاکھوں انتھک، جانباز، مخلص کارکن وسائل کی کمی کے باوجود شب و روز اسلام کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کے لیے تگ و تاز کر رہے ہیں۔ اسلام کی سربلندی اور ملکی سالمیت کے تحفظ کے لیے جمعیۃ علماء اسلام کی خدمات مسلّمہ ہیں۔ تحریک بحالی جمہوریت اور تحریکِ مقدس ختم نبوت اس پر شاہد عدل ہیں۔ جمعیۃ اپنا ایک تابناک ماضی رکھتی ہے اور روشن مستقبل کے لیے کوشاں ہے، لیکن نصرت الٰہی کے ساتھ ساتھ وسائل و اسباب کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے، خصوصاً موجودہ دور میں۔ لہٰذا جمعیۃ کی مخلصانہ سرگرمیوں کو مربوط اور سیاسی پلیٹ فارم کو مضبوط تر بنانے کے لیے جمعیۃ کے بیت المال کو مستحکم بنانا ازحد ضروری ہے

التماس

اصحاب ثروت اور اہل خیر حضرات سے التماس ہے کہ وہ عطیات، صدقات اور خیرات کے ذریعہ بیت المال کی امداد فرمائیں۔ نیز اس موقع پر بیت المال کیلیے

زکوٰۃ

کی فراہمی کا ہر جگہ اہتمام کرکے اس اہم فریضہ کی تکمیل کریں اراکین جمعیۃ خصوصاً اس سلسلے میں تگ و دو کریں

مولانا محمد عبداللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان۔ ● مولانا مفتی محمودؒ ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

مولانا عبیداللہ انورؒ امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب ● (مولانا) سید محمد شاہ امروٹی امیر جمعیۃ علماء اسلام سندھ

مولانا سید محمد ایوب جان امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد ● (مولانا محمد خاں شیرانی امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان

نوٹ: ذکوٰۃ کی رقوم مولانا مفتی محمودؒ ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان چوک رنگ محل لاہور کے نام روانہ کی جائیں۔